رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۹

۶۵ سرکلر علی ما... شرف ریڈ لود Remographing ...

بدر قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور ۱۰ فروری ۳۴ء کو چند دنوں کے لئے مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کا حافظ و ناصر ہو۔

(۲) مخدومی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کا تبادلہ رتنک سے گوجرانوالہ ہوگیا ہے۔ آپ ۱۳ فروری کو گوجرانوالہ بسواری موٹر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ یہ مقام آپ کے لئے بہت سی دینی و دنیاوی افضال و برکات موجب بناوے۔ آمین

(۳) جناب شیخ غلام رسول صاحب محاسب انجمن احمدیہ سنگرور سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی عزیز دختر بعارضہ بخار دکھ تپی بیمار ہے۔ اسکی صحت و زندگی کیلئے دعا کریں۔ ان کے بہت سے بچے فوت ہو چکے ہیں۔ صرف یہ خورد سال دختر خدا نے بخشی ہے جس کی عمر ڈھائی سال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی کی زندگی عطا فرماوے۔ اور اپنے فضل سے شیخ صاحب کو اولاد نرینہ زندہ رہنے والی بخشے۔

رسید - مکرمی ڈاکٹر لال دین صاحب کمپالا افریقہ کا پوسٹل آرڈر ۴۰

ایڈیٹر کی ڈاک

فاروق کے متعلق احباب کے خطوط

آج میں احباب کے اُن خطوط میں سے جو انہوں نے فاروق کے بند ہو جانے اور پھر جاری ہونے پر خاکسار ایڈیٹر فاروق کے نام ارسال فرمائے ہیں۔ ناظرین فاروق کی خدمت میں پیش کرتا ہوا عرض پردازہوں۔ کہ جن دوستوں نے فاروق کے خریدار پیدا کرنے میں اس وقت تک توجہ نہیں فرمائی۔ ان خطوط سے متاثر ہو کر اپنے فرض کو ادا کریں۔ نیز ان دوستوں کا جن کے یہ گرامی نامہ صادر ہوئے ہیں دلی اخلاص سے میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اخلاص اور محبت سلسلہ کا اجر عظیم بخشے۔ آمین

(۱) ناگپور سے مکرمی خواجہ عبدالرحیم صاحب تاجر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے انتہائی افسوس اور ندامت ہے۔ کہ میں ماہ دسمبر میں اپنے پیارے فاروق کے متعلق کچھ نہ لکھ سکا۔ آپ نے فاروق کو بند کرنے میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی لاکھ لاکھ برکتیں اور رحمتیں نازل ہوں اعلیحضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ پر جن کے ایک ہی اشارہ سے آپ نے اپنی پوری سکیم ملتوی کر کے فاروق کو نئی آن اور شوق سے جاری کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے۔ کہ اس دور جدید میں آپ کی حسب منشاء فاروق کامیابی کے ساتھ پروان چڑھے۔ آمین۔ ارادہ تھا کہ جلسہ سالانہ پر آکر فاروق کی توسیع اشاعت کے لئے اپنی خدمات پیش کروں گا۔ لیکن بدقسمتی کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ اب مشاورت کے وقت انشاء اللہ ضرور حاضر خدمت ہونگا۔ مگر اس سے پہلے چار خریدار فاروق کے ضرور روانہ کروں گا۔ میرا یہ وعدہ مناسب سمجھیں تو اخبار میں شائع کر دیں۔ تاکہ جلد سے جلد اس کے ایفاء کا خیال ہو جائے۔

(۲) مکرمی ایم۔ کے یوسف حسین صاحب بنگلور سے لکھتے ہیں۔ کہ "فاروق کے دوبارہ جاری ہونے سے نہایت خوشی ہوئی۔ براہ مہربانی چار احباب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام جن کا پتہ اس خط میں درج ہے فاروق وی پی کر دیں اور چاروں کتابوں کے جن کا اعلان کیا تھا چارسٹ میرے نام وی پی ارسال کریں۔"

(۳) ریاست سنگرور سے مکرمی شیخ غلام رسول صاحب محاسب انجمن احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں جو حضور نے جلسہ سالانہ پر فاروق کے متعلق فرمایا تھا۔ مبلغ پانچ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر رہا ہوں۔ اخبار میرے نام جاری کر دیں۔ میں دیگر خریدار پیدا کرنے کی بھی کوشش کروں گا۔ میری دعا ہے۔ کہ خداوند کریم آپ کو فاروق کے اس قدر خریدار عطا فرمائے۔ جس سے آپ بے فکر ہو جائیں۔"

(۴) ایک سابق بالخیر احباب محسن و مخدوم دوست جو اپنا نام اخبار میں ظاہر کرنا پسند نہیں فرماتے مبلغ دس روپیہ بھیج کر لکھتے ہیں۔ کہ "آپ فاروق کے جاری رکھنے میں بفضل خدا کامیاب ہونگے۔ خاکسار آپ کو سالانہ دس روپیہ دیا کرتا تھا۔ اب آئندہ ماہوار پانچ روپیہ دوں گا۔ جب تک خدا تعالیٰ توفیق و طاقت عطا فرمائے۔ اس کے متعلق اخبار میں اظہار کی ضرورت نہیں۔ اور مبلغ دس روپیہ جنوری و فروری ۳۴ء دو ماہ کے بھیجتا ہوں۔"

فاروق۔ میں نے باوجود ممانعت اظہار کے بطور تحدیث نعمت کے یہ عطیہ ظاہر کر دیا ہے۔ نیز اس لئے کیا۔ کہ احباب کو بھی اس سے ترغیب ہوگی۔ اگر مجھے آئندہ کے ملال کا فکر نہ ہوتا۔ تو میں ان کا پورا ایڈریس ظاہر کر دیتا۔ تاہم میں نے نام و مقام کو ظاہر نہیں کیا۔

(۵) مکرمی منشی دانشمند صاحب پونچھ سے لکھتے ہیں۔ کہ "بدست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت دو خریدار فاروق کے لئے دیتا ہوں۔ ان کے نام وی پی کر دیں۔ اور بھی کوشش ہوگی۔ میرے لئے اخبار میں احباب سے دعا کی تحریک فرمائی جائے۔" اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

(۶) مکرمی میر کلیم اللہ صاحب شیموگہ سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ "مبلغ دس روپیہ ارسال کرتا ہوں۔ ان کے دو اخبار ایک جن کا نام کوپن میں لکھا ہے۔ ان کے نام جاری کر دیں اور ایک کسی غریب شائق اخبار کے نام جاری کر دیں۔ اور دو سٹ کتابوں کے دو روپیہ کے بھیجدیں۔"

(۷) مکرمی شیخ فضل الرحمن صاحب اختر ملتان سے تحریر فرماتے ہیں۔ میں ہر جگہ فاروق کی خریداری پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ خدا کے فضل سے دس خریدار ہو گئے ہیں۔ ان کے نام اخبار جاری کر دیں۔ اور بھی کوشش کروں گا۔" اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو اس کا بہت بڑا ثواب عطا فرماوے۔ اور اپنے فضل سے ان کو اولاد نرینہ بخشے۔ اور ان پر برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

(۸) مکرمی شیخ مشتاق حسین صاحب آف گوجرانوالہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "جس دن آپ نے فاروق کے بند کرنے کا اعلان کیا۔ دل کو سخت صدمہ ہوا۔ مگر معاً تسلی نازل ہوئی۔ اور اس انجام کا القاء ہوا۔ جو ظہور پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔ دعا ہے۔ کہ مولا کریم آپ کو اپنے ارادہ اور کوششوں میں کامیاب کرے۔ اور آپ کے دین و دنیا کو سنوارے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ میں اس رنگ میں ادا کرتا ہوں۔ کہ آئندہ آپ میرا نام معاونین میں شامل فرمائیں۔"

فاروق:۔ جزاکم اللہ۔ مگر کم از کم ایک دو جدید خریدار آپ فاروق کے لئے عطا فرما کر اپنا فرض ادا کر دیں۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ ذرا ہمت کی ضرورت ہے۔

(۹) مکرمی شیخ فضل الرحمن صاحب اختر ملتانی۔ اخبار ذیل

مکرمی منشی فتح محمد صاحب ڈھلوں نے	۲	؍
مکرمی بابو رحمت اللہ صاحب ٹیشن ماسٹر	۱	؍
مکرمی فیض بخش صاحب کالرا	۲	؍
مکرمی منشی دانشمند صاحب پونچھ	۲	؍
مکرمی میر کلیم اللہ صاحب شیموگہ (اپنی جیب سے چندہ دیا)	۲	؍
مکرمی میاں محمد الدین صاحب رانچی	۱	؍
مکرمی میاں دوست محمد صاحب کلکتہ	۱	؍
مکرمی چوہدری نذیر محمد صاحب حصار	۱	؍
بطور خود	۲۱	؍

کل ۴۳ خریدار جدید اور ۹۱ سابقہ جملہ ۱۳۴ خریدار نئے اور ۲۰۰ سابقہ مل ملا کر ۳۴۷ خریدار ہوئے ہیں۔ تمام احباب فاروق اگر توجہ ہمت سے کوشش کریں۔ تو ایک مہینے کے اندر ایک ہزار خریدار کی تعداد پوری کر سکتے ہیں جس وقت منجملہ ایک ہزار تعداد مطلوبہ کے پانچسو خریدار ہو گئے۔ تو فاروق اپنے جدید پروگرام کے مطابق بڑے سائز پر ہفتہ وار شائع ہونا شروع ہو جائیگا۔ کیا ناظرین فاروق اس ماہ کے آخر تک یہ نصف تعداد منجملہ ایک ہزار کے پانسو کی پوری کر دینگے؟ تاکہ فاروق ہفتہ وار شاندار سائز پر تجویز شدہ نئے پروگرام کے مطابق آپ کے ہاتھوں میں پہنچے۔

فاروق نصف قیمت پر

قبل ازیں مکرمی ڈاکٹر سید عبدالوحید صاحب نے مرکز سے جو دو اخباروں کا چندہ اپنی جیب سے عطاء فرمایا تھا۔ اس سے چار پرچے نصف قیمت پر چار خریداروں کے نام جاری کئے گئے ہیں۔ (۱) عبدالمنان صاحب معلم چک ۳۹ ع ۵۰ P (۲) محمد ابراہیم صاحب طالب علم بھاگلپور سٹی۔ (۳) سید طفیل احمد صاحب چندوسی۔ (۴) نانک چند صاحب شاہدرہ۔ عبدالمنان صاحب و محمد ابراہیم صاحب نصف قیمت جلد بھیجدیں۔ اس کے بعد مکرمی میر کلیم اللہ صاحب آف شیموگہ نے مبلغ چار روپیہ اپنی جیب سے عطا فرمائے ہیں۔ ان سے دو اخبار نصف قیمت پر کسی غریب احمدی شائق فاروق کے نام سال بھر کے واسطے جاری ہونگے۔ مستحق احباب مع دو روپیہ نصف چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر اخبار جاری کرالیں۔

سابقہ خریداران میں سے جن دوستوں کے ذمہ سالگذشتہ کا بقایا ہے۔ جن کے اسمار ۷ر دسمبر ۳۳ء کے فاروق میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے جن خریداران نے اپنا بقایا بھیجدیا ہے۔ ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ مگر ان کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سال رواں کے چندہ کے واسطے ان کے نام ۲۸ر فروری ۳۴ء کا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ نیز دیگر سابقہ خریداران کے نام بھی جن کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ سال رواں ۳۴ء کے چندہ کا وی پی بھیجا جائیگا۔ اگر کسی کو اس وقت وی پی لینے میں تامل ہو۔ ان کو واجب ہے۔ کہ ۲۸ر فروری ۳۴ء سے قبل دفتر میں اطلاع دیں۔ کہ کب وی پی کیا جائے۔ یا خود وہ

نوٹ:۔ دوبارہ کوپن اطلاع نمبر دیجائیگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۴ر فروری ۱۹۳۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امرتسری روڑا سلسلہ احمدیہ کیلئے روڑی ہے

۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء والے اہلحدیث کی خریداری میں مزید پانچسو کا اضافہ

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ہمارے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حسب معمول سابقہ ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں ازراہ ہمدردی لکھا۔ کہ میرا وجود جماعت احمدیہ کی ترقی میں روڑا ہے۔ اس لئے اس کو دور کرنے کی کوشش کرو"۔ الملخص۔ افتتاحی اتفاق سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ملاحظہ سے گذرا۔ اس پر حضرت نے ایک نہایت ہی لطیف اور زبردست خطبہ بیان فرمایا۔ اور ایسے لطیف اور اچھوتے استدلال سے امرتسری روڑے کو جماعت احمدیہ کے لئے روڑی ثابت کیا۔ کہ اگر امرتسری روڑے میں بوجہ ارذل العمری کے بے حسی اور خبط الحواسی حد سے متجاوز نہ ہوگئی ہوتی۔ اور سر اور ہاتھ میں ضرورت سے زیادہ جنبش وارد نہ ہوئی ہوتی۔ تو میرا ظن غالب ہے۔ کہ ہمیشہ کے لئے نہیں تو کم از کم چند ماہ کے لئے اس "آخری فیصلہ" والی رٹ کو ملتوی کر دیتا۔ مگر چونکہ اس کے سر پر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی روحوں کے بھوت سوار ہیں۔ وہ اس کو چین نہیں لینے دیتے ؎

کاش اگر مولوی ثناء اللہ کو ان آخری لمحوں میں ہی موت یاد آجاتی۔ اور روز محشر کی حاضری کا منظر اپنے سامنے رکھ کر غور کرتا۔ تو اس کو لزم اور تلزم کرنے کے لئے بھی خطبہ ہی کافی سے زیادہ تھا۔ اب بھی کہتا ہوں۔ کہ اگر اس کو اپنے سچا ہونے اور حضرت مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے پر کامل یقین ہے۔ اور اپنے ناظرین حاشیہ نشینوں کو اندھیرے میں رکھکر اپنی عاقبت خراب کرنا نہیں چاہتا۔ اور اپنے دلائل اور بیانات کی سچائی پر پورا اعتماد ہے۔ تو ہر بائی کر کے ذرا اس خطبہ کو من وعن اپنے اخبار میں درج ہی کر کے اپنی جرأت اور عالی حوصلگی کا ثبوت دے۔ پھر دیکھے۔ کہ اس کے اپنے محب ناظرین کی طرف سے کس کس قسم کے تحفے تحائف آنے شروع ہوتے ہیں۔ لو میں ثناء اللہ کو کوئی مالی نقصان بھی نہیں پہنچانا چاہتا اگر وہ اس خطبہ کو بغیر کسی تردید اور جرح قدح اور کمی بیشی کے اپنے اخبار میں شائع کر دے۔ تو غلہ میں بطور انعام اور شکریہ کے اخبار دیکھنے پر مولوی ثناء اللہ کی خدمت میں فی الفور بھیجدوں گا۔ مگر ؎

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

امرتسری روڑے صاحب اس راہ صواب کی طرف آنے کے ہی نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے کس وضاحت اور تفصیل سے بیان فرمایا تھا۔ کہ اس قسم کے روڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ موجود رہے۔ اور یہ دونو روڑے امرتسری روڑے کے مسلمہ ہیں پس جب پہلے روڑوں کی موجودگی میں اسلام کا کچھ نہیں بگڑا۔ بلکہ یوماً فیوماً بڑھتا پھلتا اور پھولتا گیا۔ اسی سنت کے ماتحت ان روڑوں کے ثمیلوں کی موجودگی میں سلسلہ احمدیہ نے جس سرعت اور تیزی سے ترقی کی اور چار دانگ عالم میں بجلی کی طرح پھیل گیا۔ کہ دنیا حیرت میں ہے۔ ناکام اور نامراد دشمن دنگ ہیں۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ہر نئی صبح ہم نئے دم خم سے احمدیت کی بیخ کنی کے لئے سینے تن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر وہ منہ کی کھاتے ہیں۔ کہ خدا جنگل کے مکروہ وحرام جانوروں کے بھی وہ ذلت نصیب نہ کرے۔ خدا جانے امرتسری روڑے کو یہ تجاہل جاہلانہ لکھنے کی جرأت ہی کیسے ہوئی۔ کہ میرا وجود سلسلہ کی ترقی میں روک ہے۔ ایسی صریح کذب بیانی اور دروغ بافی کہ جس پر بچے بھی ہنستے ہیں۔ اس بڑے مانس سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا تمہاری مسلمانہ زندگی کے شروع ہونے سے پیشتر بھی کبھی قادیان کے لئے درجنوں سپیشلیں امرتسر بٹالہ سے چلی تھیں۔ بدقسمتی تو یہ ہے۔ کہ قادیان کے لئے چاروں طرف کے مہمان امرتسر ہی کی طرف سے آتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ زائرین قادیان کے راستہ میں امرتسر نہ ہوتا۔ بلکہ ادھر پٹھانکوٹ وغیرہ سے کوئی راستہ قادیان آنے کا ہوتا۔ تاکہ امرتسری روڑے کے دل وسینہ پر ہزاروں ناقابل اندمال زخموں کا ہلہلاتا ہوا خار دار جنگل نہ بنتا۔ امرتسری روڑے کو یقین نہ آئیگا۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔۔۔ کہ مجھے ابتداء ہی سے امرتسری روڑے کی زندگی میں ہی سلسلہ احمدیہ کی زندگی نظر آتی رہی ہے شاید مولانا روڑے صاحب کو بوجہ ضعیف العمری کے ذہول ہو گیا ہوگا۔ فروری ۲۲ء میں مجھے ان کے ایک اقلیمی چیلنج پر احمدی علماء کی طرف سے نامہ بری اور پیغام رسانی کا اعزاز نصیب ہوا تھا۔ جس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادائیگی میں تین چار روز لگاتار روڑے صاحب کی خدمت میں دن میں کئی کئی مرتبہ حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اور بعض اوقات گھنٹوں مکالمہ مخاطبہ کا شرف ملتا تھا۔ اسی ذیل میں خاکسار نے مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا تھا۔ کہ میری دعا اور دلی تمنا ہے۔

کہ ؎ تم تو زندہ رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اگر خدانخواستہ امرت سری روڑے صاحب حضرت صاحب کی زندگی میں ہی چل دیتے۔ تو پھر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسیٰ کی گدی پر بیٹھنے والا کوئی حقدار نہ رہتا۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بروز محمدی والا امر مشتبہ اور ناقص رہتا۔ اور دوسرے یہ کہ خود روڑے صاحب اپنے حق میں فیصلہ فرما چکے تھے۔ کہ لمبی عمر فاسقوں اور بدکاروں اور شریروں اور دغابازوں کو ملتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ اور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسیٰ زندہ رہے اس صورت میں فاضل روڑے صاحب اور ان کے حالی موالی مثلاً حبیب اللہ کلرک اور عبداللہ معمار اور دوسرے اہلحدیثی ایرے غیرے نامہ نگاروں سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں چل بستے۔ تو کیا آپ لوگ خلف الرشید نامہ نگاروں کی حیثیت سے ہم پر یہ لایحل سوال نہ کرتے۔ کہ "حضرت ابوالوفاء مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب یا امرت سری روڑا علیہ ما علیہ نے پہلے ہی مرزا صاحب کی دعوت مباہلہ پر رقم فرما دیا تھا۔ کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہے۔ اور یہ کہ قرآن کریم میں بار بار آیا ہے۔ کہ بدمعاشوں اور شریروں کو لمبی عمریں دی جاتی ہیں"۔ پس ثابت ہوا۔ کہ (نعوذ باللہ) حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب علیہ ما علیہ ۱۲ تو سچے تھے ورنہ اگر مرزا صاحب سچے ہوتے اور مولوی ابوالوفا جھوٹے ہوتے۔ تو مرزا صاحب کی زندگی میں ہی ہم سب کو داغ مفارقت نہ دے جاتے۔ بلکہ مرزا صاحب کی وفات کے بھی بہت عرصہ تک زندہ رہ کر سلسلہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور عروج کو دیکھ دیکھ کر ہر نئے سورج ہزاروں روحانی موتوں کے تختۂ مشق بنتے رہتے اور آخر ایک ناکام اور خائب و خاسر اور بے نیل و مرام حسرتوں بھری دائمی موت کی گود میں جا گزیں ہوتے"۔

پس اہلحدیث کے ان برخوردار نامہ نگاروں کے اس سوال کا ہمارے پاس ہرگز کوئی جواب نہ تھا۔ اور ہمیں بھی چار و ناچار تسلیم کرنا پڑتا کہ ہاں بھئی مر گئے۔ شیر پنجاب سچے تھے۔

مگر ہمارے رنج اور افسوس کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ امرت سری روڑا صاحب آخری فیصلہ والے اشتہار کے متعلق اپنے ۲۶ اپریل ۱۹۳۳ء والے اہلحدیث کے ریمارک اور جواب اور فیصلہ کے الفاظ کا کہیں بھول کر بھی ذکر نہیں کرتا۔ آخر یہ کیا بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کیا ہی لطیف بات فرمائی ہے۔ کہ اس آخری فیصلہ والے اشتہار کے متعلق اس شیر پنجاب نے لکھ دیا تھا کہ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے"۔ اور اب یہ اس آخری فیصلہ کو منظور کر رہا ہے۔ تو اپنے ہی فیصلہ کے رُو سے کیا ٹھیرا؟ "نادانا" یعنی جاہل۔ پس جاہل کے متعلق خدا کا حکم ہے۔ اعرض عن الجاھلین۔ جاہلوں سے اعراض کرو۔ اس کے علاوہ امرت سری روڑا صاحب مسیلمہ کذاب اور اسود عنسیٰ کی گدی پر متمکن ہیں۔ جو اہلحدیث کے لئے بہترین کھاد اور روڑی ہے۔ لوگ معمولی زمینی احیاس کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ کی روڑی از قسم نجاست غلاظت اور گند کوڑا کرکٹ وغیرہ خرید خرید کر اپنی کھیتیوں کو خوراک پہنچاتے ہیں۔ تو کیا ہم کو احمدیت جیسی مقدس اور ہمیشہ سرسبز اور ہری بھری رہنے والی کھیتی کے لئے ایسی قیمتی روڑی کی ضرورت نہیں۔ کہ ہم اس کی تباہی اور نابود کرنے کی کوشش کریں۔ ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں

اور روڑی جس قدر دیر کی گلی سڑی ہو۔ اتنی ہی اچھی ہوتی ہے ؎

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے کیا صاف اور سیدھے الفاظ میں امرت سری روڑا صاحب سے قسم کا مطالبہ کیا۔ اگر امرت سری صاحب کی ہوا کو دیانت یا امانت عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی چھوئی ہوئی ہوتی۔ اور ان کا دل ان کی زبان سے اتفاق رکھتا۔ تو فوراً بلا تامل حضرت خلیفۃ المسیح کے پیش کردہ الفاظ قسم میں ذرہ بھر قسم کھا لیتا۔ نہ یہ کہ آخری فیصلہ کے وقت کی طرح آئیں بائیں شائیں کرتا ہوا شرعی حیلے تراشتا ہوا یہ لکھ دیتا۔ کہ :۔

"یہ تو ہے مسئلہ کی شرعی صورت کہ اُمت مرزائیہ کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ مجھ سے یا کسی اور منکر سے مطالبہ حلف کریں۔ اگر ایسا کرنا چاہیں۔ تو پہلے شرعی دلیل پیش کرے"۔ (اہلحدیث ۲۶ جنوری ۳۴ء)

آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔ اگر اپنے خصم پر اتمام حجت کرنے کی خاطر اپنے خصم کے مجوزہ الفاظ میں امرت سری مفرور قسم کھا لیتا۔ تو روز روز کا جھگڑا ہی نپٹ جاتا۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ اس صاف اور سیدھے مطالبہ پر امرت سری اسود عنسیٰ اپنے مضمون کی سُرخی یہ قرار دیتا ہے۔ کہ :۔

"خلیفہ قادیانی کی ایک نئی چال
آخر باپ کے بیٹے ہیں"۔

اس بن مانس سے کوئی پوچھے۔ کہ یہ نئی چال کیسے ہے۔ ابتدا ہی سے تم سے برابر اسی قسم کا مطالبہ ہوتا چلا آ رہا ہے۔ جس کا تم نے آگے چلکر "حافظہ نباشد" کی روشنی میں اہلحدیث کے صفحہ ۵ پر اقرار بالقلم کیا ہے۔ کہ قادیان میں بھی مطالبہ قسم ہوا۔ (۲) حیدرآباد دکن میں یہی مطالبہ (۳) پشاور میں (۴) گجرانوالہ میں (۵) سرہند میں۔ الخ۔ مگر ہمیشہ رہی حیلوں حوالوں سے ٹالتے چلے آئے ہو۔ تو اب تمہارا یہ لکھنا کہ "خلیفہ قادیانی کی نئی چال" تمہاری کاذبیت بلکہ اکذب الناس پر چیختا چلاتا گواہ ہے یا نہ۔ بولو جھوٹے کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منہ کالا۔

آخر "باپ کے بیٹے" کی بھی خوب ہی کہی۔ یہ کیسا مہمل جملہ فاضل امرت سری کی قلم سے نکلا ہے۔ اس سترے بہترے سے پوچھو۔ کہ ہمیشہ بیٹے باپ کے ہی کہلاتے ہیں یا کسی اور کے؟ دنیا میں سوائے حضرت مسیح علیہ السلام کی معجزانہ اور خارق عادت ولادت کے باقی جس قدر بھی دنیا میں جائز اور حلال کے بیٹے ہیں۔ سب باپ کے بیٹے ہی کہلاتے ہیں۔ مگر تمہارے اس لکھنے سے ہمیں یہی محسوس ہوتا ہے۔ کہ تمہارے لئے باپ کا بیٹا ہونا ایک اجنبی بات ہے۔ کیوں مولانا ایسی ہی ہے نا۔

پھر پُر لطف بات یہ ہے۔ کہ اب تو یہ شرعی حیلے تراش کر قسم کھانے سے انکار کر رہا ہے۔ مگر آگے اس اخبار کے صفحہ پر خود ہی اقراری مجرم بنتا ہوا اعتراف بھی کرتا ہے۔ کہ میں نے قادیان میں بھرے جلسہ میں قسم کھائی۔ میں نے حیدر آباد میں قسم کھائی۔ میں نے پشاور میں قسم کھائی۔ میں نے سرہند میں قسم کھائی وغیرہ وغیرہ المختصر۔ عجیب دو رخا مولوی ہے۔ کہ کبھی ایک طرف سے بولتا ہے۔ اور کبھی دوسری طرف سے۔ کیا باپ کے بیٹے اسی طرح چند سطور کے اندر اندر اتنی کذب بیانیاں کرتے ہیں؟ بندۂ خدا اگر تم بموجب اپنے علم اور اجتہاد کے بحیثیت کافر کے قسم کھانا شرعاً جائز نہیں سمجھتے۔ تو یہ پانچ چھ جگہ کیوں جھک ماری۔ بس اگر یہ "گناہ اور بے لذت" کسی جہت شرعی سے جائز ہو سکتا تھا۔ تو پھر یہ تکلیف فرمائی ہمارے مطالبہ کے مطابق ہی کر کے اپنا آخری فیصلہ کرا لیتے۔ یہ کیا گڑ کھائیں گلگلوں سے پرہیز۔ ایک طرف تو تم لکھتے ہو۔ کہ میں ابوجہل کی طرح کافر ہوں۔ اور کافروں کے ذمہ قسم نہیں آتی۔ (اہلحدیث صفحہ) اور دوسری طرف اسی اخبار کے صفحہ پر یہ لکھ ڈالتے ہو۔ کہ میں نے فلاں فلاں مقام پر قسم کھائی۔ اور یہ دو متضاد اور متخالف اور متباین بیانات کسی صحیح الدماغ صحیح العقل والنفس انسان کی زبان اور قلم سے ہرگز ہرگز نہیں نکل سکتے۔ اسی لئے میں تو عمداً سے لکیلا یعلم بعد علم شیئاً کی مہر خداوندی تمہارے مُتھمانتے ہوئے چہرہ پر ثبت کر چکا ہوں۔ اور یہ زلیت خدا کی قسم مرگ سے بھی بدتر ہے۔ خدا ایسی زندگی دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔

پس میری آخری نصیحت ہے۔ کہ فوراً سے پیشتر ۲۴ر اپریل ۱۷ء والا اہلحدیث دوبارہ چھپوا کر ایک ہزار یا سو عدد مجھے عنایت کرو۔ یہ پانسو پرچہ کی مزید خریداری کا اضافہ منجانب شیخ مشتاق حسین صاحب کنٹریکٹر گوجرانوالہ ہے۔ اور ان کے حساب سے کل قیمت وصول کرو۔ بشرطیکہ اصل پرچہ کی صحیح صحیح بغیر کسی ترمیم و تنسیخ اور مستزاد وغیرہ کے نقل ہو۔ دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے پیش کردہ الفاظ قسم کو لفظ بلفظ اپنے اخبار میں دہرا کر قسم کھاؤ۔ ورنہ شرماؤ۔ اور اپنے تئیں روز بروز کی ذلت سے بچاؤ۔ اور اپنی عمر کو یونہی نہ گنواؤ۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ تمہاری بھونڈی یاد مسیلمہ اور اسود عنسی سے کم پایہ کی نہ ہوگی۔ ہم سمجھیں گے یاب نہ شد دو شد بلکہ سہ شد۔

(نیاز مند:۔ فخر الدین ملتانی)

احمدی مشن

اُمّتِ محمدیہ کے فرعون کی موت

مکرمی ایڈیٹر صاحب فاروق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے۔ کہ آپ مندرجہ ذیل چند سطور اپنے اخبار "فاروق" میں چھاپ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک پر رعب نشان کی یاد پھر احمدیہ پبلک میں تازہ کرا دیں گے۔ جس کا کہ بندہ اور صرف بندہ چشم دید گواہ اس وقت دنیا میں موجود ہے۔ جس کا بارہا میں نے احمدی دوستوں میں مردان میں بھی اور جالندھر چھاؤنی میں بھی ذکر کیا۔ مگر اب چونکہ میں دوبارہ لاہور میں ایک عرصہ کے بعد آیا ہوں۔ اس لئے وہ یاد تازہ ہو گئی ہے اس لئے بذریعہ تحریر ہذا اس گواہی کو جو مجھ پر بحیثیت احمدی ہونے کے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق شہادت دینے کے عاید ہوتی ہے ادا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ جو بالکل صحیح اور صحیح ہے۔

وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون الایۃ۔ سورہ یوسف رکوع ۱۱۔ مورخہ ۲۳ر جنوری سنہ حال کو میں تبدیل ہو کر جالندھر چھاؤنی سے لاہور چھاؤنی پہنچا۔ اور مورخہ ۲۴ر جنوری کو چھاؤنی لاہور سے لاہور شہر گیا۔ جب میں احمدیہ بلڈنگ لاہور کے سامنے سے گذر رہا تھا۔ تو اسلامیہ کالج لاہور کا وہ نقشہ میری آنکھوں کے آگے سے گذر گیا۔ جب کہ ۱۹۰۷ء میں اسلامیہ کالج کا بورڈنگ بن رہا تھا۔ اور اسلامیہ کالج کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ اور میں چند لڑکوں کے ساتھ وہاں ایک چھپر کے نیچے ڈرائنگ کا کام منشی محمد عبداللہ صاحب پنشنر سپروائزر سے (جو کہ اس وقت اسلامیہ کالج لاہور کی بلڈنگ کے سپروائزر بھی تھے) سیکھا کرتا تھا۔ پھر مجھے اس واقعہ سے مورخہ ۷ر اپریل ۱۷ء کی یاد تازہ ہوئی۔ جس دن کہ (مات فرعون ھذہ الامۃ) منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی موت طاعون سے واقعہ ہوئی تھی۔

مجھے یاد آیا۔ کہ اسی اسلامیہ کالج کے سامنے ایک چھپر میں، ۷ر اپریل ۱۹۰۷ء کو بوقت نماز میں منشی محمد عبداللہ صاحب پنشنر سپروائزر کے لئے (جو اہل حدیث خیالات کے تھے۔ اور میں خود بھی ان کا ہم خیال تھا) چارپائی بچھا رہا تھا۔ منشی صاحب نے بوجہ لاہور میں کثرت طاعون کے اپنے اہل و عیال کو موضع مانے والی ضلع ہوشیار اپنے گاؤں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھیج دیا تھا۔ اور میں بوجہ ان کا شاگرد ہونے کے ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ابھی میں چارپائی ہی رہا تھا۔ کہ منشی شمس الدین صاحب جو اس وقت سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور تھے۔ اور ان کے ساتھ ایک بوڑھے سے مولوی جن کا نام عبدالعزیز تھا۔ اور تیسرا ایک اور شخص جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ منشی محمد عبداللہ صاحب کے پاس پہنچے۔ تو آپ نے مجھے کہا۔ کہ تھوڑی چائے اور پکا لو۔ میں چائے کا بندوبست کر رہا تھا۔ کہ منشی شمس الدین صاحب نے آہستہ سے کہا۔ کہ وہ (منشی الٰہی بخش) تو فوت ہو گئے۔ اور اب تو مرزا صاحب کہیں گے۔ کہ میری ایک پیشگوئی اور پوری ہو گئی۔

اس کے بعد منشی محمد عبداللہ صاحب نے حکم دیا جلدی کرو۔ اپنا بستر اپنے ہمراہ لے لو۔ آج میں نے تمہیں شہر میں بھیجنا ہے۔ تھوڑی دیر میں میں نے اپنا بستر ہمراہ لیا۔ اور وہ چاروں اصحاب شہر کی طرف چل دیئے۔ اور میں ان کے ہمراہ ہو گیا۔ آخر شہر کے کوچوں میں سے گذرتے ہوئے ایک بہت بڑے مکان پر پہنچے۔ جس کا صرف ایک کمرہ اور ایک باورچی خانہ کھلا تھا۔ باقی تمام کمرے مقفل تھے۔ اس کمرے میں ایک میت اکیلی پڑی ہوئی تھی۔ جس کے پاس نہ کوئی گھر والا تھا۔ اور نہ کوئی نوکر اور خدمتگار۔ مجھے حکم دیا گیا۔ کہ میں اس میت کے پاس نگرانی کے لئے ٹھہروں۔ معلوم کرنے پر پتہ لگا۔ کہ یہ میت منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی ہے۔ جس کی موت طاعون سے واقع ہوئی ہے۔ اور بوجہ لاہور میں کثرت طاعون کے وہ بھی اپنے اہل و عیال کو لاہور سے کہیں باہر بھیج چکے ہوئے تھے۔ میں وہاں اکیلا میت کے پاس رہا۔ مغرب کی نماز کے بعد میرے پاس دو شخص اور جن میں سے ایک چینیاں والی مسجد کا درویش جس کا نام فضل الدین تھا اور ضلع گجرات کا ایک نوجوان گوجر تھا۔ اور دوسرا چینیاں والی مسجد کا مردہ شو جس کا نام بھی الٰہی بخش تھا۔ آئے۔ ہم تینوں رات بھر باری باری میت کی نگرانی کرتے رہے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہے۔ گویا اس رات اس مکان کی چھت کے نیچے دو الٰہی بخش (جن میں سے ایک مردہ) اور دو فضل الدین (جن میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر زندہ شدہ ایک (بندہ) اب بھی موجود ہے) کے سوا کوئی اور شخص موجود نہ تھا۔

صبح ہونے پر چند اور اہل حدیث اصحاب بھی آ موجود ہوئے۔ مگر وہ میت سے اس قدر خائف تھے۔ کہ وہ قریب نہیں آتے تھے۔ ہم تینوں اشخاص نے جو رات کو میت کے پاس رہے تھے۔ پانی گرم کیا۔ اور میت کو غسل دیا۔ اور پھر باقی لوگوں نے میت کو اٹھا کر قبرستان میں لے جا دفن کیا۔ مجھے یہ بھی یاد ہے۔ کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے کپڑے جو مردہ شو کو ملے تھے۔ اس میں سے مجھے ایک واسکٹ قیمتی کپڑہ کی دی۔ مگر وہ چونکہ ایک بڑے جسیم اور قوی ہیکل شخص کے جسم پر پوری آنے والی تھی۔ مجھے پوری نہ آئی۔ اور میں نے ۴ر کے عوض میں بیچ ڈالی۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد جب میں نے حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو پڑھا۔ اور بزرگان سلسلہ سے حضرت مسیح موعودؑ اس پیشگوئی کو سنا تو میرا ایمان بہت زیادہ ہوا۔ کیونکہ میں نے اس جھوٹا دعویٰ الہام کرنے والے کے انجام کو دیکھا تھا۔ کہ وہ کس طرح ناکامی اور نامرادی کی موت مرا۔ اور اس کے دوستوں کو اس کے انجام کو چھپانے کی کس قدر فکر تھی۔

اس کے بعد جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو ۱۹۰۸ء میں ہی دیکھا۔ اور حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھیں۔ اور یہ حضور کے دیکھنے کا واقعہ مجھے احمدیہ بلڈنگز میں اس وقت نصیب ہوا۔ جب میں اپنا بستر اٹھائے اپنے وطن موضع حمزہ ضلع امرتسر کو جا رہا تھا۔ تو لوگوں کے ہجوم کو دیکھکر میں ٹھیر گیا۔ اور پوچھا کہ لوگ اس قدر کیوں جمع ہیں۔ تو کسی نے کہا۔ کہ یہاں حضرت مرزا صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ مجھے شوق ہوا۔ کہ ایسے بزرگ کی ضرور زیارت کرنی چاہیئے۔ جس کی زیارت کے لئے اس قدر لوگ جمع ہیں مجھے افسوس ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مجھ پر یہ بات واضح کر دیتا۔ کہ بیعت کرنا ضروری ہے۔ تو میں ضرور بیعت کر لیتا۔ صرف زیارت اور آپ کی ایک مختصر سی تقریر سننے کے بعد جو آپ نے کرسی پر بیٹھ کر فرمائی (اور جس کا ماحصل یہ تھا۔ اور جس کے چند الفاظ ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ کہ "لوگ نبوت کا نام سن کر گھبرا جاتے ہیں۔ نبوت جو بنا رسے نکلا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے غیب کی خبر پا کر لوگوں پر ظاہر کرنا۔ چونکہ مجھے اکثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں دی جاتی ہیں۔ اس لئے میں اپنے آپ کو نبی کہتا ہوں۔ ورنہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور واجب القتل سمجھتا ہوں") میں اپنے گاؤں کو چل دیا۔

اس کے بعد ۱۹۱۲ء میں جب میں نے حضرت خلیفہ اوّل مولوی نور الدین صاحبؓ کے ہاتھ پر مردان سے آکر بیعت کی۔ تو میں نے ایک تبلیغی خط اپنے استاد منشی محمد عبداللہ صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ سرویئر کو لکھا۔ اور اس میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ تو منشی محمد عبداللہ صاحب نے نہایت غصہ میں مجھے جواب دیا۔ کہ "آپ نے خوب حق شاگردی ادا کیا۔ اور مجھے مرزائیت کی دعوت دی۔ آپ عقیدۃً مرزا صاحب کو مدار نجات مانتے ہیں۔ اور میں اسے کسی صورت بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہاں اگر آپ خواجہ کمال الدین جیسا عقیدہ رکھیں۔ تو میں اسے کوئی برا نہیں کہتا"

(فضل الدین احمدی اوورسیر۔ لاہور چھاؤنی)

اطلاع: جن خریداروں کا پتہ درست نہ ہو۔ وہ بواپسی اپنا صحیح پتہ دفتر کو لکھیں۔ تاکہ چٹھے ان کے نام کی چھپوالی جائے (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

جب لیکھرام اور آتھم جیسے بڑے بڑے الٰہی نشانات کا انکار کیا گیا۔ تو حسب وعدہ الٰہی وہ دابۃ الارض یعنے زمینی کیڑا نکلا۔ جس نے زخمی اور ہلاک کرنا اور کاٹنا شروع کر دیا۔ جس سے ملک میں ایک قیامت برپا ہو گئی۔ یہی کیڑا طاعون کے نام سے مشہور ہوا۔ جو لوگوں کے گلے اور بغل ران کو زخمی کرتا ہوا ان کی جان کا لاگو ہو گیا۔ اسی طاعونی کیڑے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فیبعث اللہ عیسیٰ و اصحابہ فیرسل اللہ علیہم النغف فی رقابھم فیصبحون فرسیٰ کموت نفس واحدۃ (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۶۶۔ تحفۃ الاخبار حدیث غ ۲۰۸) ترجمہ۔ پس رغبت کرینگے یعنی دعا و زاری کرینگے اللہ تعالیٰ سے عیسیٰ نبی اللہ ان کے ہلاک کرنے کی۔ اور اصحاب ان کے۔ پس بھیجے گا اللہ تعالیٰ ان پر کیڑے ان کی گردنوں میں پس ہو جائیں گے مردہ مانند مرنے ایک جان کے۔

ظاہر ہے۔ کہ گردنوں میں طاعون کی گلٹی ہی نکلتی ہے۔ اور ایک ایک وقت میں سینکڑوں جانیں طاعون کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس بیماری کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسب الارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۹۴ء میں دعا کی تھی۔ (دیکھو حمامۃ البشریٰ ص ۷)

فلما طغ الفسق المبید بسیلہ
تمنیت لو کان الوباء المتبر
فان ھلاک الناس عند اولی النھیٰ

احب وادلی امن ضلال یخسر

یعنی جب ہلاک کرنے والے گناہ کا طوفان حد سے بڑھ گیا۔ تو میں نے دعا کی کہ اے خدا ایک تباہ کرنے والی وبا بھیج۔ کیونکہ عقلمند کے نزدیک انسانوں کا مرجانا گمراہی سے جو ٹوٹے میں ڈالتی ہے بدرجہا بہتر ہے۔

اس دعا کی قبولیت کا اظہار طاعون کی شکل میں ہوا۔ جس کی تباہ کاریاں اہل زمانہ کو بھولنے والی نہیں ہیں۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کا لفظ استعمال کر کے بھی پیشگوئی فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو (تحفۃ الاخیار حدیث غ ۱۳۴)

دانس المدینۃ یاتیھا الدجال فیجد الملائکۃ یحرسونھا فلا یقربھا الدجال ولا الطاعون ان شاء اللہ۔ بخاری شریف میں انس سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ مدینہ میں دجال آویگا۔ تو فرشتوں کو پاوے گا۔ کہ اس کی چوکیداری کرتے ہیں۔ سو اس کے نزدیک نہ آویگا۔ اور انشاء اللہ وہاں طاعون بھی نہ آویگی۔

حدیث مذکورہ میں پہلے دجال کا اور پھر طاعون کا یکجا ذکر کیا گیا ہے۔ جو اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ دجال کے ظہور کے بعد طاعون کا ظہور بھی ہوگا۔ اور مدینہ ہر دو سے محفوظ رہے گا۔ چونکہ یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ قتل دجال مسیح کا کام ہے۔ لہذا مسیح کے وقت میں طاعون کا ظہور بھی ایک ثابت شدہ امر ہے۔ اور ہر دو مذکورہ بالا احادیث اس امر پر کافی روشنی ڈالتی ہیں۔ غرضیکہ قرآن شریف اور احادیث سے مسیح کے وقت میں طاعون کا پیدا ہونا اور اس کی تباہ کاریاں ثابت ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں آپ کی دعا کے بعد طاعون کا ظہور آپ کی صداقت کا بیّن نشان ہے۔

جھوٹ غ ۳۳:۔ مرزا صاحب "حضرت عیسیٰ کی قبر بلدۂ قدس کے گرجا میں ہے۔ اور اب تک موجود ہے۔ اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے۔ اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے (اتمام الحجۃ ص ۱۹)

ابو عبیدہ:۔ اے احمدی کہلانے والے سمجھدار طبقہ کے لوگو اس کے جھوٹا ہونے میں تمہیں شک ہو۔ تو جس کی خاطر تم اس پر شک کرتے ہو۔ اس سے کم از کم اس بیان کے جھوٹا ہونے پر بہر تصدیق میں گلوا دیتا ہوں۔ (دیکھو ایام الصلح ص ۱۱۸) "مسیح کی قبر محلہ خانیار شہر سری نگر میں ہے۔"

اب بتلایئے کیا جھوٹا آدمی (نہیں بلکہ جھوٹوں کی کان) بھی انسانیت اور مسلمانی کا دعویٰ کر سکتا ہے اب بھی اگر تمہاری عقیدت میں فرق نہ آئے تو شاباش تمہاری مستقل مزاجی کے۔"

اظہر:۔ جہل مرکب ہوتے ہوئے ہی آپ کو ابلیسانہ شیخیوں سے شرم نہیں آتی۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا ہے۔ بالکل سچ ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی غلطی کو دخل نہیں۔ ہاں آپ کی جہالت اور مکاری حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور آپ کی ابلیسانہ چالیں آپ کو دائرہ انسانیت سے خارج کر رہی ہیں۔ مگر فرمان الٰہی ان عبادی لیس لک علیھم سلطان۔ آپ کی فریب کاریوں سے مومنوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور صداقت پر قائم رکھتا ہے۔

وہ قبر جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتمام الحجۃ ص ۸ و ۹ و ۲۰ میں فرمایا ہے وہ وہی قبر ہے۔ جس میں حواریوں نے صلیب سے اتارنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رکھا تھا۔ اناجیل میں اس قبر کا ذکر موجود ہے۔ دیکھو متی ۲۷/۵۷ تا ۶۰ "جب شام ہوئی تو یوسف نام ارتمیاہ ایک دولتمند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آدمی آیا۔ جو خود بھی یسوع کا شاگرد تھا۔ اس نے پیلاطوس کے پاس جاکر یسوع کی لاش مانگی۔ اس پر پیلاطوس نے دینے کا حکم دیا۔ اور یوسف نے لاش کو لے کر صاف کتانی چادر میں لپیٹا اور اپنی نئی قبر میں رکھدیا۔ جو اس نے چٹان میں کھدوائی تھی۔ اور ایک بڑا پتھر قبر کے منہ پر لڑھکا کے چلا گیا۔" اسی قبر سے نکلنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھیس بدل لیا۔ تاکہ کوئی انہیں پہچان نہ سکے۔ دیکھو یوحنا ۲۰/۱۴ تا ۱۶ "یہ کہکر وہ پیچھے پھری اور یسوع کو کھڑے دیکھا۔ اور نہ پہچانا۔ کہ یہ یسوع ہے۔ یسوع نے اس سے کہا۔ کہ اے عورت تو کیوں روتی ہے۔ کس کو ڈھونڈتی ہے۔ اس نے باغبان سمجھ کر اس سے کہا کہ میاں اگر تو نے اس کو یہاں سے اٹھایا ہو تو مجھ سے کہدے۔ کہ اسے کہاں رکھا ہے۔ تاکہ میں اسے لے جاؤں۔ یسوع نے اس سے کہا۔ مریم وہ پھر کر اس سے عبرانی زبان میں بولی ربونی یعنی اے استاد"

لوقا ۲۴/۱۳ تا ۲۵ "اور دیکھو اسی دن ان میں سے دو آدمی اس گاؤں کی طرف جارہے تھے جس کا نام عموس ہے۔ وہ یروشلم سے نخمیناً سات میل کے فاصلے پر ہے۔ وہ ان سب باتوں کی بابت جو واقع ہوئی تھیں۔ آپس میں بات چیت کرتے جلتے تھے۔ جب وہ بات چیت اور پوچھ پاچھ کر رہے تھے۔ تو ایسا ہوا۔ کہ یسوع آپ نزدیک آکر ان کے ساتھ ہو لیا۔ لیکن ان کی آنکھیں بند کی گئی تھیں۔ تاکہ اس کو نہ پہچانیں۔"

لوقا ۲۴/۳۳ تا ۴۲ "پس وہ اسی گھڑی اٹھ کر یروشلم کو لوٹ گئے۔ اور ان گیارہ اور ان کے ساتھیوں کو اکٹھا پایا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ کہ خداوند بے شک جی اٹھا ہے۔ اور شمعون کو دکھائی دیا ہے۔ اور انہوں نے راہ کا حال بیان کیا۔ اور یہ بھی کہ ہم نے اسے روٹی توڑتے وقت کس طرح پہچانا۔ وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ یسوع آپ ان کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور ان سے کہا۔ کہ تم کیوں گھبراتے ہو۔ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ اور پاؤں دیکھو۔ کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو۔ کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہکر اس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے ان کو اعتبار نہ آیا۔ اور تعجب کرنے لگے تو اس نے ان سے کہا۔ کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے اسے بھونی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اس نے لے کر ان کے روبرو کھالیا۔"

دیکھو کس طرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ پاؤں کے زخم دکھا کر۔ اپنا جسم دکھا کر ان کے سامنے کھانا کھا کر ان کو یقین دلایا۔ کہ میں زندہ ہوں۔ مر نہیں گیا۔

پھر ان زخموں کو دیکھکر حواریوں نے ان کے مندمل کرنے کے واسطے ایک مرہم تیار کی جس کا نسخہ طب کی تمام کتب اور قرابادینوں میں لکھا ہوا موجود ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہ نسخہ مسیح کے حواریوں نے مسیح کے واسطے بنایا تھا۔ پھر ایک قرابادین کی اصل عبارت بھی نقل کردوں گا۔ تاکہ جس کسی کو جو قرابادین مل سکے اس میں سے وہ اس نسخہ کے متعلق اپنی تسلی کرلے۔

---

(۱) قانون شیخ الرئیس بوعلی سینا جلد ثالث صـ ۱۳۳
(۲) شفاء الاسقام جلد دوم صـ ۲۳
(۳) علاج الامراض مصنفہ حکیم محمد شریف خانصاحب صـ ۸۹۳
(۴) محیط فی الطب صـ ۳۶۷
(۵) اکسیر اعظم جلد رابع صـ ۳۳
(۶) طب شہری مسمی بلوامع شہریہ صـ ۴۷۱
(۷) مخزن سلیمانی ترجمہ اکسیر غ ۵۹۹
(۸) شفاء الامراض صـ ۲۸۳
(۹) طب اکبر مصنفہ محمد اکبر ارزانی صـ ۲۴۳
(۱۰) میزان الطب صـ ۱۵۲
(از ریویو جلد ۲ صـ ۳۹۸)

قرابادین قادری صـ ۵۰۸ باب میم امراض جلد سر مرہم حواریین کہ مسمی است بہ مرہم سلیخا و مرہم رسل و آنرا مرہم عیسیٰ ہم نامند و اجزائے ایں نسخہ دوازدہ عدد است کہ حواریین جہت عیسیٰ علیہ السلام ترکیب کردہ۔"

غرض یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہی قبر ہے۔ جس کی عیسائی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ اور جس پر انہوں نے بڑا گرجا بنایا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ دیکھو بخاری شریف صـ ۳۹۹۔ لعنۃ اللہ علی الیہود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد۔ یعنی یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہو۔ جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

یہ بات ظاہر ہے۔ کہ نصاریٰ بنی اسرائیل کے دوسرے نبیوں کی قبروں کی ہرگز پرستش نہیں کرتے۔ بلکہ تمام انبیاء کو گنہگار اور مرتکب صغائر و کبائر خیال کرتے ہیں۔ ہاں بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے۔ اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بہ سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی قبر ہے۔ جس میں مجروح ہونے کی حالت میں وہ رکھے گئے تھے۔ اور اگر اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سے کچھ تعلق نہیں۔ تو پھر نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول صادق نہیں ٹھیریگا۔ اور یہ ہرگز ممکن نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مصنوعی قبر کو نبی کی قبر قرار دیں۔ جو محض جعلسازی کے طور پر بنائی گئی ہو۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہے۔ کہ جھوٹ کو واقعات صحیحہ کے محل پر استعمال کریں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا حدیث قبر کے بارے میں اناجیل کے بیان کی مصدق ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس امر کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے۔ مشابہ بالمصلوب ہو گئے۔ مردہ سمجھ لئے گئے۔ قبر میں رکھے گئے۔ اسی لئے عیسائیوں نے اس پر گرجا بنایا اور سال بہ سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ الغرض اناجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کا ذکر موجود ہے۔ جو بلدۂ قدس یعنی یروشلم میں ہے۔ اور اناجیل میں ہی اس قبر سے نکل کر بھیس بدلے ہوئے حواریوں سے ملاقات کرنا ثابت ہے۔ طب کی کتب میں اس مرہم کا ذکر ہے۔ جسے مرہم عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین یا مرہم سلیخا کے نام سے پکارتے ہیں۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں یا رسولوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے زخموں کے اندمال کے لئے بنائی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی اس قبر کا ذکر موجود ہے۔ جس کی پرستش عیسائی صاحبان کرتے ہیں۔ اور حدیث میں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ اس قبر سے نکل کر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے۔ کہ ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سفر کرتے رہو۔ تا یہود پہچان کر پھر ایذا نہ دیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۲ اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکانٍ الی مکانٍ لئلا تعرف فتوذی۔ اس قبر کی تصدیق میں ایسی زبردست شہادتوں کے ہوتے ہوئے میاں نظام الدین صاحب سائنس ماسٹر کا یہ بڑ ہانک دینا کہ "اس بیان کے جھوٹا ہونے پر مہر تصدیق میں لگوا دیتا ہوں" گو زشتر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

اور دوسری قبر جس کے متعلق آپ نے ایام الصلح کا حوالہ دیا ہے۔ وہ وہی حقیقی قبر ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہیں۔ اور اس کے متعلق قرآن شریف احادیث۔ تواریخ۔ اناجیل اور بائیبل کی دوسری کتابوں سے شہادت بہم پہنچتی ہے۔ جو مختصراً درج ذیل ہے:۔

(۱) وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم ۶/۱۲ اور انہوں نے نہ اس کو قتل کیا۔ اور نہ صلیب کے ذریعہ سے مارا۔ لیکن وہ ان کے لئے مشابہ بالمقتول والمصلوب بنایا گیا۔ یعنی صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت ایسی ہو گئی۔ جیسا مقتول یا مصلوب کی ہوتی ہے۔ اور یہودیوں اور عیسائیوں نے گمان کر لیا کہ وہ مر گیا ہے۔

صلیب کے اصل معنی ہیں ہڈی کا گودا (ملاحظہ ہو تاج العروس ولسان العرب) اس لئے صلیب کے معنے یہ ہوئے۔ کہ کسی آدمی کو اس طرح مارنا کہ اس کا جسم سڑ جائے۔ اور اس کی ہڈیوں سے گودا بہ نکلے۔ اور یہی صلیبی موت ہے۔ قرآن شریف سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے قید کے ساتھیوں کی خوابوں کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ واما الآخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ ۱۲/۴۲ ۔ اور دوسرا صلیب سے مارا جائیگا پس پرندے اس کے سر میں سے کھائیں گے۔ پس ما صلبوہ کے معنی ہیں۔ کہ صلیب پر ان کو موت نہیں آئی تھی۔ بلکہ دیکھنے والوں کو شبہ ہو گیا۔ کہ وہ مر گئے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے انا قتلنا کہا۔

(۲) اناجیل سے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیب پر سے اتار کر قبر میں رکھے گئے تھے۔ جیسا کہ پہلی قبر کے بارے میں بیان ہوا۔

---

(۳) انہی معنوں کی تصدیق قرآن شریف کی ایک اور آیت سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے وجعلنا ابن مریم وامہ ایۃً واٰوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذات قرارٍ ومعینٍ ۲۳/۵۱ ۔ اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ان دونو کو ایک بلند جگہ پر پناہ دی۔ جو رہنے کے قابل تھی۔ اور چشمہ دار تھی۔ اس آیت میں اٰوی کا لفظ ہے جو اس حقیقت پر روشنی ڈال رہا ہے۔ جو مندرجہ بالا آیت میں ولکن شبہ لھم میں مذکور ہے۔ اٰوی کا لفظ ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔ جہاں کسی شخص کو سخت مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد بچا لیا جائے چنانچہ مندرجہ ذیل امثلہ سے یہ مفہوم واضح ہے۔

(ا) الم یجدک یتیماً فاٰوی ۹۳/۷ ۔ کیا اس نے تجھے یتیم پا کر پناہ نہیں دی۔ یعنی یتیمی کے صدمات میں مبتلا ہونے کے بعد تجھے تکالیف سے نہیں بچایا۔

(ب) ولما دخلوا علیٰ یوسف اٰوی الیہ اخاہ قال انی انا اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون ۱۲/۶۹ ۔ جب وہ یوسف کے پاس پہنچے۔ تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس پناہ دی۔ اور اس سے کہدیا۔ میں تیرا بھائی ہوں۔ پس جو کچھ یہ کرتے تھے اس سے رنج مت کر۔ گویا بھائیوں کی آزار رسانیوں سے بچا لیا۔

(ج) قال یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عینہ من الحزن فھو کظیم ۱۲/۸۴ ۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا۔ اے دائے بر یوسف اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ اور وہ دل میں گھٹے ہوئے تھے۔ قالوا تاللہ تفتؤ تذکر یوسف حتیٰ تکون حرضاً او تکون من الھالکین ۱۲/۸۶ ۔ وہ بولے اللہ کی قسم تو تو یوسف کو ہمیشہ یاد ہی کرتا رہیگا۔ یہاں تک کہ از خود رفتہ ہو جائے یا ہلاک ہو جائے۔ اس کے بعد وہ بھائی جب دوبارہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو وہاں پر بھی اپنی مصیبت کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ فلما دخلوا علیہ قالوا یا ایھا العزیز مسنا واھلنا الضر ۱۲/۸۹ ۔ جب وہ بھائی یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہم پر اور ہمارے اہل وعیال پر تنگی پڑی ہے۔۔۔)

آخر جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچتے ہیں۔ اور ان کی سب گذشتہ مصائب کٹ جاتی ہیں۔ وہاں بھی یہی اٰوی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ فلما دخلوا علیٰ یوسف اٰوی الیہ ابویہ ۱۲/۱۰۰ ۔ پس جب وہ یوسف کے پاس اندر داخل ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو یوسف نے اپنے والدین کو اپنے پاس پناہ دی۔ وقال ادخلوا مصراً ان شاء اللہ اٰمنین اور کہا مصر میں منشائے الٰہی کے مطابق امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یعنی اب ان مصائب کا خاتمہ سمجھو۔ جن میں اب تک گرفتار رہے ؛

غرض کہ قرآن شریف میں اور بھی کئی جگہ یہ لفظ مصیبت میں مبتلا شدہ اشخاص کو پناہ دینے کے معنے میں ہی استعمال ہوا ہے۔ اور آیت مذکورہ بالا میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی والدہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں کو بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد ہی پناہ دی گئی ہے۔ اور وہ مصیبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیا جانا تھی۔ لہذا خداوند تعالیٰ نے اس مصیبت میں مبتلا کر کے پھر آپ کو بچا لیا۔ یعنی صلیب پر سے زندہ اتار لیا۔ اور پھر پناہ دی۔ اور پھر پناہ کی جگہ اور اس کے نشان بھی ذکر فرمائے۔ فرمایا (۱) الی ربوۃ ایک بلند جگہ پر پناہ دی۔ جو اپنی بلندی کے لحاظ سے گلگت (یعنی کھوپری کی جگہ) کی طرح یا سرینگر (جو کھوپری کی جگہ کے ہی معنی رکھتا ہے) ہے ؛

---

(۲) ذات قرار۔ وہ رہنے اور ٹھہرنے کی جگہ تھی۔ یعنی وہ ایسی پُر فضا جگہ تھی۔ جہاں خواہ مخواہ رہنے کو جی چاہتا تھا۔ اور طبیعت کو قرار حاصل ہوتا تھا۔ کیا بلحاظ صحت بخش اور خوش منظر ہونے کے اور کیا بلحاظ دشمنوں کی ایذاؤں سے اپنی جان کے محفوظ ہونے کے۔

(۳) ومعین۔ اور وہاں عین یعنی چشمے جاری تھے یہ تینوں صفات وادی کشمیر اور خصوصاً اسکے دارالخلافہ سری نگر میں پائی جاتی ہیں۔

جغرافیہ ایشیا مصنفہ ای ٹائیڈمین صاحب بہادر مطبوعہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶ میں لکھا ہے "وادی کشمیر جس کے بیچ میں دریائے جہلم بہتا ہے۔ دنیا کے نہایت خوبصورت خطوں میں سے ہے۔ واقعی کشمیر جنت نظیر ہے چونکہ یہ وادی سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس لئے اس کی آب وہوا نہایت خوشگوار اور فرحت افزا ہے۔ . . . سرزمین کشمیر نہایت پُر فضا اور دلربا ہے۔ کہیں سبزہ زار کہیں چشمے اور آبشار۔ کہیں میوہ دار درختوں کی بہار غرض کشمیر کیا ہے بہشت کا نمونہ ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

جنت اے کشمیر کوئی تجھ سی دنیا میں نہیں
تو نہیں دیتا بھٹکنے اپنے طالب کو کہیں

دیکھو جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں نقشہ کھینچا ہے۔ وہی اہل جغرافیہ نے بیان کیا ہے۔ اور خود سری نگر کا نام بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ ربوہ سے مراد یہی مقام ہے۔ کیونکہ سری نگر کے معنی ہیں سری یعنی کھوپری جیسا ابھرا ہوا مقام۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جہاں صلیب دی گئی تھی۔ وہ بھی ایسا ہی بلند مقام تھا۔ اور کھوپری کی طرح ابھرا ہوا تھا۔ چنانچہ انجیل مرقس ۱۵/۲۲-۲۳ میں ہے "اور وہ اسے مقام گلگتا پر لائے۔ جس کا ترجمہ کھوپری کی جگہ ہے۔ اور مُر ملی ہوئی مے اسے دینے لگے۔ مگر اس نے نہ لی۔ اور انہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا" پس اس کھوپری کی جگہ کی یادگار میں جہاں مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اس جگہ کا نام بھی سری نگر رکھا گیا۔ جو اس کا ہم شکل ہونے کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفات پانے کی جگہ بھی تھا۔ وہ مقام کھوپری کی جگہ ایک مجازی موت کی جگہ تھی۔ جو مشابہ بالمصلوب ہونے کی وجہ سے سمجھی گئی۔ اور یہ مقام سری نگر حقیقی موت کی جگہ ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے واقع ہوئی۔ جہاں ان کا جسم ہمیشہ کے لئے مدفون ہوا۔ (باقی دیکھو جھوٹ ۱۵ کا جواب) ؛ (باقی دارد)

فاروق کی درخواست:۔ کیا آپ نے فاروق کے لئے اب تک کوئی خریدار نہیں دیا۔ اگر نہیں دیا۔ تو اس ماہ کے اندر اندر اپنے سے علاوہ خریدار عطا کریں۔ (مینجر)

قیامت خیز زلزلہ بہار

اور

ثناء اللہ کی چیخ وپکار

رہا ٹیڑھا منال نہیں کز دم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

زلزلہ بہار کے وقوعہ کے بعد معاً مجھے خیال ہوا۔ کہ امرت سری مسلمہ حسب معمول بطور پیش بندی ضرور بولے گا۔ تاکہ اس عظیم الشان نشان کی تصدیق میں جو مضمون قادیان سے شائع ہوں۔ ان کی تکذیب و تردید کی مورد ثانہ ڈیوٹی بجانے میں پیچھے نہ رہے مگر اس کے بعد دس بارہ روز گذر گئے۔ امرت سر سے کوئی آواز نہ اٹھی۔ میں سمجھا۔ کہ عذاب کی خطرناک شدت کی وجہ سے امرت سری مکذب جیسا انسان بھی سہم گیا ہے۔ اور اپنی تمام چوکڑیاں بھول کر غالباً اندر ہی اندر ندامت محسوس کر رہا ہے۔ مگر ۲۶ جنوری کا اہلحدیث پڑھکر میں اپنے پہلے خیال کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کیونکہ اس کذب وافترا کے مجسمہ نے اس پرچہ میں کھلی کھلی کذب بیانی سے ۲۳ جنوری ۳۴ء کے الفضل کے جواب کا پیالہ ٹال دیا۔ کہ "زلزلہ بہار پر قادیان سے آواز نہیں اٹھی"

حالانکہ ۲۳ جنوری کو زلزلہ بہار کے متعلق مفصل مضمون پڑھ چکا تھا۔ اور اب ۹ فروری ۳۴ء کے اہلحدیث میں مکرر اپنی اس صریح کذب بیانی پر پردہ ڈالنے کے لئے لکھا ہے۔ کہ :۔

"ہم نے اہلحدیث ۲۶ جنوری میں لکھا تھا کہ زلزلہ بہار پر قادیان سے آواز نہیں اٹھی۔ ہماری غرض یہ تھی کہ قادیانی پریس بولے۔ تو ہم بھی کچھ اظہار کریں۔ چنانچہ ہماری غرض پوری ہو گئی۔ کیونکہ قادیانی اخبار الفضل نے تفصیل سے زلزلہ بہار پر مضمون لکھا"

لیکن اپنی محرفانہ اور سارقانہ عادت کے ماتحت یہاں یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر نہیں کیا۔ کہ الفضل کس تاریخ کا ہے۔ مگر آگے چلکر الفضل کے مضمون کے حوالجات نقل کر کے غلطی سے صحیح تاریخ یعنی ۲۳ر جنوری بھی درج کر بیٹھا ہے گویا یوں سمجھ لیجئے۔ کہ ثناء اللہ نے ۲۶ر جنوری کو ہیں زلزلہ بہار پر بلوانے کی کوشش کی۔ اور ہم اس کے بلوانے پر ۲۳ر جنوری کو بولے ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے۔ کہ "مولوی ننگے ہو جائینگے" اس سے بڑھکر اور کوئی کیا ننگا ہوگا۔ مگر شرم چہ کنیست ..... الخ

اب ذرا آگے سنیئے۔ الفضل کے تمام مضمون کا حسب منشا خلاصہ درج کرنے کے بعد یہ لکھنے پر مجبور ہوا ہے کہ:-

"ہم کمال دیانتداری سے مانتے ہیں۔ کہ واقعی مرزا صاحب نے قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی" والفضل ماشہدت بہ الاعداء۔ جادو وہ جو سر پر چڑھکر بولے۔ بھلا ثناء اللہ کی مجال تھی۔ کہ حضرت صاحب کی اس پیشگوئی کے وجود سے انکار کر دیتا۔ کیونکہ زلزلوں اور خاص کر قیامت خیز زلزلوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور کشوف اور تفصیلی عبارات اور اشعار اس قدر کثرت سے ہیں۔ کہ اگر ان کو یکجائی طور پر مرتب کر کے شائع کیا جاوے۔ تو میرا اندازہ ہے۔ کہ کم از کم دس ہزار سطریں ہو جائیں (اور میرا ارادہ ہے کہ زلزلہ کے متعلق ایسے تمام ذخیرہ کو ترتیب وار اور حوالہ وار ایک جگہ جمع کر کے مرتب کر دوں) پس اس کا کھلم کھلا انکار تو ثناء اللہ کی مجال نہ تھی۔ کہ کر سکتا۔ البتہ ہیرا پھیری کرنا تو اس کا تقاضائے فطرت ہے۔ وہ اس نے اختیار کی۔ جو مجبوری امر ہے۔ چنانچہ آگے چلکر وہ لکھتا ہے:-

"مگر کس زمانے میں؟ اس سوال کا جواب دینا اہلحدیث کا کام ہے۔ جو مرزا صاحب کی تحریرات سے اتباع مرزا کی نسبت زیادہ واقف ہے۔ وہ زمانہ مرزا صاحب کے الفاظ میں ۱۹۰۸ء سے قبل کا ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ "وہ زلزلہ میری زندگی میں آئیگا" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۹۲) بلکہ اس کا موسم اور وقت بھی بتایا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:-

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار (ماہ چیت یا مارچ) کے دن ہوں گے۔ اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا۔ یا اس کے قریب" براہین صفحہ ۹۷

ناظرین! میں اس ہمہ دانی اور انا خیر کے مدعی کے دعوی کی ضرور تصدیق کر دیتا۔ اگر وہ واقعی یہودیانہ تحریف اور محرفانہ نسیان سے کام نہ لیتا۔ البتہ میں اتنی تصدیق ضرور کرتا ہوں۔ کہ امرتسری باطل رقم مندرجہ ذیل عبارات کو ضرور جانتا ہے۔ مگر اس نے عمداً اپنے ننگے ہو جانے کے خیال سے نہیں لکھا۔ اور کتر بیونت سے بھی کام لیا ہے۔ کہ ماہ چیت یا مارچ اپنے دل سے نکالا ہے۔

زندگی میں زلزلہ نہ آنے کا تو اللہ تعالیٰ حقیقۃ الوحی میں صفحہ پر بذریعہ الہام فیصلہ فرما چکا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے:-

رب اخر وقت ھذا
اخرہ اللہ الی وقت مسمی"

یعنی اے خدائے بزرگ زلزلہ کے ظہور میں کسی قدر تاخیر ڈالدے۔ خدا نمونہ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر ڈال دیگا" اور اس کے نیچے حاشیہ میں بھی حضرت صاحب نے لکھدیا ہے۔ "میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا۔ اور جواب بھی دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

رب اخر وقت ھذا
اخرہ اللہ الی وقت مسمی

یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے" الخ ھذا

مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ جہاں مولوی ثناء اللہ نے کمال دیانتداری سے حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کی تصدیق کرنیکی جرأت فرمائی تھی۔ وہاں پھر کمال بددیانتی سے نومن ببعض ونکفر ببعض کا حقیر و ذلیل پیشہ کیوں نہ چھوڑ دیا۔ اب بتاؤ۔ کہ کیا حضرت مرزا صاحب کا الہام کہ "مولوی ننگے ہو گئے" حرف بحرف پورا ہوا یا نہ۔

اسی طرح دوسری عبارت میں اپنی بددیانتی اور یہودیانہ تحریف کا کمال دکھایا ہے۔ کہ اتنی لمبی عبارت تو نقل کر دی۔ مگر آخیر میں چھ سات لفظوں کا جملہ عمداً اور کتماناً اور شرارتاً چھوڑ دیا۔ جو یہ ہے کہ:- "اور ممکن ہے۔ کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈالدے"

ناظرین کرام! اس متروکہ جملہ کو درج کرنے سے چھوڑ دینا یقیناً ظاہر کرتا ہے۔ کہ ثناء اللہ کے دل میں چور تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ اتنا لمبا حوالہ نقل کر دے۔ اور صرف یہ چند حروف جن پر وہ عبارت ختم ہی ہو جاتی ہے۔ چھوڑ دے ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

مگر خدا تعالیٰ کو اب منظور ہے۔ کہ ثناء اللہ ننگا ہو جائے۔ اور اس زلزلہ کی بدولت حضرت مسیح موعود کی وہ دعا قبول ہو۔ کہ ؎

یا الٰہی اک نشاں اپنے کرم سے پھر دکھا
گردنیں جھک جائیں جس سے اور مکذب ہوں خوار

باقی رہا یہ امر کہ موسم بہار میں زلزلہ آنے کی پیشگوئی ہے۔ اور یہ موسم بہار کا نہیں۔ کاش اگر ثناء اللہ اس اعتراض کو لکھنے سے قبل کسی باغ میں چلا جاتا۔ اور دیکھتا۔ کہ ابتدائے بہار ہے یا نہیں تب شاید اس کو اس کی مسخ شدہ ضمیر بھی اس اعتراض کو اٹھانے سے روک کر مزید ذلت و خواری سے بچا لیتی۔ ورنہ اگر اسی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۹۲ و ۹۳ پر جہاں سے اس نے یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ کہ "وہ زلزلہ میری زندگی میں ہوگا" انہی کو تمام و کمال پڑھ لیتا۔ تو اس کو ابتدائے بہار اور وقت زلزلہ بھی معلوم ہو جاتا۔ بہرحال جائے استاد خالی است کے مطابق خدا کو یہ بھی منظور تھا۔ کہ ایک طرف ثناء اللہ کا دعوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انا خیر" ٹوٹے۔ اور دوسری طرف اس کو تکذیب کی ذلت و خواری نصیب ہو۔ لو میں وہ وقت اور ابتدائے بہار ۹۳ء بر ہین بیجم سے پڑھکر سناتا ہوں۔ کان کھول کر سنو۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"خدا فرماتا ہے۔ کہ میں اس وقت آؤں گا۔ کہ جب دل سخت ہو جائیں گے۔ اور زلزلہ کے آنے کے خیال سے لوگ اطمینان حاصل کر لیں گے۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ میں مخفی طور پر آؤں گا۔ اور میں ایسے وقت آؤں گا۔ کہ کسی کو بھی اطلاع نہیں ہوگی۔ یعنی لوگ اپنے دنیا کے کاروبار میں سرگرمی اور اطمینان سے مشغول ہوں گے۔ اور اس سے پہلے لوگ تسلی کر بیٹھے ہونگے۔ کہ زلزلہ نہیں آئیگا۔ اور اپنے تئیں بے خطر اور امن میں سمجھ لیا ہوگا۔ تب یکدفعہ یہ آفت ان کے سروں پر آئیگی۔ مگر خدا فرماتا ہے۔ کہ وہ بہار کے دن ہوں گے۔ آفتاب بہار کی صبح میں نمودار ہوگا۔ اور خزاں کی شام میں غروب کریگا۔ تب کئی گھروں میں ماتم پڑیگا کیونکہ انہوں نے وقت کو شناخت نہ کیا۔" پھر ۲۰ر اپریل ۱۹۰۵ء کو زلزلہ کا نمونہ دیکھا۔ کہ بشیر احمد کھڑا ہے۔ وہ ہاتھ سے

(شمال مشرق کی طرف اشارہ کرکے بتلاتا ہے کہ زلزلہ اس طرف سے آئیگا)

اس میں عاجلی الفاظ میں اشارہ ہے۔ کہ ایسے علاقہ میں زلزلہ آئے گا۔ جہاں اس زلزلہ کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اور وہ مشرق و شمال کی طرف ہوگا۔ کیونکہ پہلے کانگڑہ میں آیا تھا۔ پھر بھی کانگڑہ سے ماہرین طبقات الارض وغیرہ نے امکان ظاہر کر رکھا تھا۔ اب کہاں پنجاب اور کہاں بہار بعد المشرقین ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ میں مخفی طور پر آؤں گا۔ یعنی لوگ کانگڑہ وغیرہ سے سمجھے بیٹھے تھے۔ مگر زلزلہ بہار میں آیا۔ پھر زلزلہ کا وقت بھی بتا دیا۔ کہ رات یا صبح کا وقت نہ ہوگا۔ بلکہ وہ وقت ہوگا۔ جبکہ لوگ اپنے دنیا کے کاروبار میں سرگرمی اور اطمینان سے مشغول ہونگے۔ اور وہ دفتروں میں تعطیل کا دن بھی نہ ہوگا۔ بلکہ دفتروں اور دوکانوں میں لوگ اپنے کاروبار میں منہمک ہونگے پھر یہ بھی بیان فرما دیا۔ کہ موسم بہار کے ابتدائی دن ہونگے۔ کہ جونہی موسم بہار شروع ہوگا۔ یہ قیامت خیز زلزلہ آئے گا۔ اور موسم بہار کو خزاں میں تبدیل کر دیگا جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک شعر میں اشارہ فرمایا ہے ؎

ایک دم میں عمکدہ ہو جائیں گے عشرت کدہ
شادیاں جو کرتے تھے بیٹھینگے ہو کر سوگوار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دیگی انہیں مثل درختان چنار

اس موسم خزاں کا نظارہ جا کر بہار میں دیکھ لو۔ اور ایک بار اپنے اہلحدیث ۹ر فروری میں "زلزلہ کے اثرات" کی سرخی والا مضمون مطالعہ کرو۔ اور پھر وقت اور موسم بہار پر اعتراض کرتے ہوئے شرماؤ۔

اب یہ تو ہو گیا جواب اہلحدیث کا۔ اب میں ذرا ذیل میں ان زلزلوں کی حقیقت کے متعلق تفصیل لکھتا ہوں۔ ذرا غور سے مطالعہ کریں۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ ما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً۔ کہ ہم عذاب بھیجنے سے قبل رسول بھیجتے ہیں۔ اب یہ مسلم امر ہے۔ کہ یہ قیامت خیز زلزلہ اور دیگر ہمچو قسم آفات ارضی و سماوی ایسے عذاب ہیں۔ جو یقیناً الہامی صحیفوں میں درج ہونے کے قابل ہیں اگر اعتبار نہ ہو۔ تو اہلحدیث ۹ر فروری ۳۴ء کا صفحہ ۱۵ کالم ایک میں پڑھو۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ:۔

"صوبہ بہار سے زلزلہ کے حالات خدا جانے کب تک پہنچیں گے۔ یقین ہے۔ کہ بعد ختم رسالت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام اگر نبوت جاری رہتی۔ تو جدید نبی پر جو کتاب آتی۔ اس میں عاد۔ ثمود اور فرعونیوں کی تباہی کے ذکر کے ساتھ ہی صوبہ بہار کے زلزلہ زدہ مقامات کا ذکر بھی ضرور ہوتا۔ یعنی بتایا جاتا۔ کہ عادیوں اور ثمودیوں کے عذاب سے زیادہ عذاب ان مقامات پر آیا۔"

گویا کہ اب ہر کس و ناکس یہاں تک کہ مولوی ثناء اللہ جیسے تکذیب و تکفیر کے واحد اجارہ دار کا بھی دل بول اٹھا ہے۔ کہ یہ عذاب پہلے تمام انبیاء کے زمانوں سے بھی بڑھ کر آیا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ متذکرۃ الصدر فرمودہ قرآنی کو بھولے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ظالم نہیں کہ ایسے غیر معمولی عذابوں سے کچھ عرصہ پیشتر اپنا رسول بھیجکر دنیا کو آگاہ نہ کر دے۔ پس ہمچو قسم عذابوں کے متعلق اس زمانہ کے نبی اور رسول نے جو واقعی کوئی ایسا جدید نبی نہیں۔ کہ کوئی نئی شریعت لاکر شریعت قرآنی کو منسوخ کرے۔ بلکہ ختم رسالت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے فیض نبوت کے سایہ کے نیچے ایسا نبی ضرور ہے۔ جو دنیا کو آنے والے عذابوں سے ڈرا کر شریعت محمدیہ پر عمل کرنے کی ہدایت کرے۔ اور بس۔ پس اس وقت کے رسول نے یوم بعثت سے ہی ان زلازل اور ارضی و سماوی آفات کی آمد سے پیشتر وقت پر دنیا کو تنبیہ کیا۔ جیسا کہ زلزلوں کے متعلق آپ کو الہام ہوا۔ "چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ"۔ اس الہام کی تشریح حاشیہ میں یوں لکھی ہے۔ کہ:۔

"اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پانچ زلزلے آئیں گے۔ اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے۔ اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دیگا۔ یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے۔ کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔ اب یاد رہے۔ کہ اس وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲ر جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔ اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں۔ مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں۔ کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں۔ شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہوں۔ جیسا کہ ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا۔ اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا۔ واللہ اعلم" (حقیقۃ الوحی ص۹۳)

پھر اسی کتاب کے ص۲۵۶ پر سان فرانسسکو کے زلزلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"شاید نادان لوگ کہیں گے۔ کہ یہ کیونکر نشان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوسکتا ہے۔ یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے۔ مگر وہ نہیں جانتے۔ کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے۔ نہ صرف پنجاب کا۔ اور اس نے تمام دنیا کے لئے یہ خبریں دی ہیں۔ نہ صرف پنجاب کے لئے۔ . . . یاد رہے۔ کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو۔ کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی۔ کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے (کئی لاکھ جانور بہار میں ہلاک ہوگئے۔ ملتانی) اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئیگی۔ کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائینگے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی (کراچی میں آندھی کا سخت طوفان آنے سے ہزارہا درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ تاروں کے کھمبے ٹوٹ گئے۔ اور آٹھ مسافر بھی ہلاک ہوگئے۔ عذاب اہلحدیث ۹ر فروری) وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دروازے پر ہیں۔ کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے۔" الخ

اب ثناء اللہ اپنے دل پر ہاتھ رکھکر بتائے کہ اس قدر تصریح کے ساتھ ان غیر معمولی زلازل اور عذابوں کی پیشگوئیوں کی موجودگی میں اس کو اب کیا حق ہے۔ کہ وہ تکذیب کرے۔ یا ہماری تصدیق کرنے پر تلملائے۔ اور سٹ پٹائے۔ اس کو تو چاہیئے تھا۔ کہ اس موقعہ پر حضرت مرزا صاحب کی ہدایت کے مطابق تکذیب و تفسیق خود بھی چھوڑ دیتا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دیتا۔ تاکہ آئندہ آنے والے اس سے بھی سخت عذابوں میں روک پیدا ہوتی۔ اگر اس پر اس کی تسلی نہیں۔ تو خدا سے یہ بھی بعید نہیں۔ کہ اس کو منہ مانگی موت دے۔ مارچ اپریل کی بہار بھی دور نہیں۔ مگر نہ ماننے والے پھر بھی نہیں ماننے کے۔ خدا سے پناہ مانگو۔ اور توبہ و استغفار کرو۔ تاکہ یہ عذاب ٹل جائیں۔ (فخر الدین ملتانی)

خدا تعالیٰ کی قہری تجلیات کا ظہور

: اور :

اُن سے نجات کا طریق

ہندوستان کے شمال مشرق میں زلزلہ سے جو تباہی آئی ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اخبارات میں اس تباہی کے تفصیلی واقعات شائع ہو چکے ہیں بیچ تو یہ ہے۔ کہ یہ زلزلہ قیامت کا نمونہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انذار تھا۔ کہ لوگ اس زمانہ کے برگزیدہ اور ہادی حضرت مسیح موعودؑ کی طرف توجہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کو یاد کریں۔ حضورؑ اقدس نے ان زلزلوں کی پہلے سے خبر دی تھی۔ اور لوگوں میں عام اعلان کیا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دروازے پر ہیں۔ کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے"

پھر فرماتے ہیں: "کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے۔ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ . . . . میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"

پھر فرماتے ہیں۔ "میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے" (حقیقۃ الوحی ص۲۵۶)

پس زلزلہ سے جو تباہی ہوئی ہے۔ وہ حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کے ماتحت ہوئی ہے۔ اور حضور کے الفاظ حرف بحرف پورے ہوئے ہیں۔

اسجگہ یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ ظلم پر اتر آیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خدا تو ظلم پر نہیں اترا۔ اس کی مخلوق نے یہ ظلم کیا۔ کہ اُسے چھوڑ دیا۔ اور انواع و اقسام کی معاصی میں مبتلا ہو گئے۔ تب خدا کا عذاب اُن پر آیا۔ ورنہ خدا کا عذاب کبھی ظلم کے طور پر بندوں پر نہیں آتا۔ ہمیشہ دنیا میں شرارتوں اور شوخیوں اور کثرت گناہوں کی وجہ سے آتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ عذابوں کی خبر دیتے ہوئے ان کا سبب بیان فرماتے ہیں:۔

"یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں" (حقیقۃ الوحی)

اور فرماتے ہیں: "وہ واحد و یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا" (حقیقۃ الوحی)

پھر ایک مقام پر فرماتے ہیں: "اس نے بہت مدت تک اپنے تئیں چھپائے رکھا۔ اور انکار کیا گیا۔ اور چپ رہا۔ لیکن وہ اب نہیں چھپائے گا۔ اور دنیا اس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھیگی۔ کہ کبھی اُن کے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے۔ یہ اس لئے ہوگا۔ کہ زمین بگڑ گئی۔ اور آسمان زمین کے پیدا کرنیوالے پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں کا ایمان نہیں رہا۔" (کشتی نوح)

پس یہ عذاب بھی جو ہماری آنکھوں کے سامنے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض ظلم کے طور پر نہیں بھیجا بلکہ مخلوق الٰہی نے اسے چھوڑا۔ تب اس نے اپنے بندوں پر رحم کر کے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مبعوث فرمایا تا لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ نہ موڑیں۔ مگر افسوس لوگوں پر کہ بجائے قبول کرنے کے شوخیوں اور شرارتوں میں بڑھے۔ تب خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا یعنی ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک رسول بھیجکر اتمام حجت نہ کرلیں۔ تاکہ ظلم کا الزام ہماری طرف منسوب نہ ہو سکے۔

اس وقت دنیا کے بندے اس عذاب کے بارہ میں خواہ کچھ خیال کریں۔ مگر ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں۔ کہ ان زلزلوں اور آفات کا باعث صرف اور صرف حضرت اقدس مسیح موعود کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ سے روگردانی ہے۔ حضور کا مشہور شعر ہے ؎

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانیکے دن

پس اس وقت الٰہی عذاب سے بچنے اور نجات کا طریق یہی ہے۔ کہ اسے قبول کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ کو راضی کیا جائے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم وکان اللہ شاکرا علیما (النساء) یعنی اگر تم ایمان بھی لاؤ۔ اور شکرگذار بھی بنو۔ کہ تمہاری نجات کے لئے آپ ہی ذریعہ مقرر کر دیا۔ تو پھر خدا کو کیا ضرورت جو تمہیں عذاب دے۔ پس مومن اور شکرگذار بندے بننے سے عذاب الٰہی ٹل سکتا ہے ؎

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ وہ اپنے برگزیدہ مرسلین کے مقابلہ میں کفار کو مہلت دیتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دن بھی آجاتا ہے۔ کہ عذاب الٰہی ان کو گھیر لیتا ہے۔ سو یہاں بھی یہی حال ہے۔ عرصہ چالیس سال کا تقریباً ہوا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور مختلف اوقات میں تنبیہ بھی کرتا رہا۔ مگر لوگوں کو خدا کے مامور کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ اور تکذیب پر ہی کمربستہ رہے۔ سو اب خدا نے دیکھا۔ کہ اس کے برگزیدہ کی تکذیب کا کافی لمبا دور ہو گیا۔ ہے۔ اسی لئے اب وہ حسب وعدہ زور آور حملوں سے حضرت مسیح موعود کی صداقت کو جہان پر روشن کر دے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلے سے فرمایا تھا۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" (الہام مسیح موعود)

پس اے بھائیو۔ اب بھی وقت ہے۔ سوچو اور غور کرو۔ اور خدا کے برگزیدہ کو قبول کر کے اسے راضی کرو۔ اور اس دنیا کو ہی اپنا مقصد قرار نہ دو۔ کیونکہ ؎

عیش دنیائے دوں دمے چند است
آخرش کار با خدا وند است

(خاکسار قمر الدین مولوی فاضل)

بقایا داران فاروق کو یاد دہانی

۷ دسمبر ۳۳ء کے فاروق میں جن بقایا داران کی فہرست معہ رقم بقایا نہایت دسمبر ۳۳ء شائع کی گئی تھی۔ ان میں سے جن دوستوں نے اپنے ذمہ کا بقایا اب تک ارسال نہیں فرمایا۔ وہ براہ مہربانی جلد ارسال فرما کر مشکوری کا موقعہ بخشیں ورنہ ۲۸ فروری کو ان سب کے نام وی پی ارسال ہونگے۔ جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ اور اگر کوئی صاحب اس وقت وی پی وصول کرنیکو تیار نہ ہوں۔ وہ بواپسی ڈاک دفتر فاروق میں اطلاع دیں کہ کب وی پی کیا جائے۔ یا کب وہ چندہ بھیجدینگے۔

(منیجر)

مہمان اور میزبان

مہمانی اور میزبانی کی خوبیاں اور برکتیں ایسے واضح ہیں۔ کہ ان کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ باہمی محبت اور اتحاد بڑھانے کے لئے مہمان نوازی بہت ہی موثر ہوتی ہے۔ اس رسم سے غیر بھی اپنے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔ اور اس میں ذرا سی کوتاہی سے عزیز سے عزیز کی محبت میں بھی فرق آجاتا ہے۔ پس جو چیز اس قدر مفید ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ نہایت خوبصورتی اور عمدگی سے حاصل کر کے حتی الامکان اس کو ہر ایک نقصان اور عیب سے پاک رکھنے کی کوشش کیجائے ورنہ اس کے تمام مفاد ضائع ہو کر الٹی بدمزگی پیدا ہونے کا احتمال ہے ؎

ہمارے ملک میں جس طریقہ سے ہم لوگوں میں مہمانی اور میزبانی کی رسم جاری ہے۔ وہ بجائے مفید ہونے کے قابل اعتراض ہو جاتی ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ موجودہ رسم و رواج کے باعث اکثر اوقات مہمان اور میزبان دونوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ ہمارے دوست اور مسلمان کہلانے والے اصحاب موجودہ طریقۂ مہمانی اور میزبانی پر بہت توجہ کریں۔ اور جس قدر اصلاح اس میں ممکن ہو۔ اس کو عمل میں لائیں۔ پھر اس کے نیک نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔ آگے میں چند ایسے موٹے موٹے امور بیان کرتا ہوں۔ جو موجودہ طریقہ مہمانی اور میزبانی میں قابل اصلاح ہیں ؎

ایک بڑی غلطی جو اکثر مہمانوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے میزبان کو اپنے آنے کی پہلے سے کوئی اطلاع نہیں دیتے۔ اور بے خبر آجاتے ہیں۔ جس سے میزبان کو الگ اور خود مہمان کو الگ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ حالانکہ باستثنا کسی خاص مجبوری کے اس طرح اچانک کسی کے مکان پر بطور مہمان کے وارد ہونا تہذیب کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ بعض نہیں بلکہ اکثر اوقات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسا ہوتا ہے۔ کہ گھر والے کھانے سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں۔ کہ مہمان آجاتے ہیں۔ مہمانوں کے آنے سے صاحب خانہ میزبان کو ایک تشویش بشکل تکلیف پیش آجاتی ہے۔ کہ ادھر گھر میں کھانے کا کوئی سرانجام نہیں ہوتا۔ اُدھر میزبان کو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ مہمانوں کے درمیان کھانے میں دیر نہ ہو۔

صاحب خانہ اگر اس حیثیت کے ہیں۔ کہ ان کے پاس نوکر چاکر کھانا پکانے کے لئے موجود ہیں۔ تو وہ نوکر چاکر جدا دل میں ناخوش ہوتے ہیں۔ کہ انہیں از سر نو چولہا جھونکنا پڑا۔ اور جو بیچارے متوسط الحال یا غریب ایسے میزبان ہیں۔ کہ اُن کے نوکر تو کوئی نہیں۔ انکی مستورات ہی کھانا پکاتی ہیں۔ تو ان بیچاریوں کو ایسی بے وقت مہمانداری سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے مہمانوں کی آمد خاص کر ایسے مقامات میں زیادہ ہوتی ہے۔ جو ریلوے اسٹیشن کے قریب ہیں۔ جہاں بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ رات کے گیارہ یا بارہ بجے یا رات کے پچھلے پہر جبکہ تمام گھر والے آرام سے سوتے ہوتے ہیں۔ یکایک دروازہ کھٹکھٹانا اور زور زور سے آوازیں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں (دروازہ کھولو۔ کواڑ کھولو) کی پے در پے صدائیں گونجکر اڑوسی پڑوسی سب کو بے آرام کر دیتے ہیں۔

پھر بعض سونے والے ایسے غافل سوتے ہیں کہ مشکل سے جاگتے ہیں۔ یا گھر کے دروازہ سے بہت فاصلہ پر ہوتے ہیں۔ یا سردیوں میں کمروں اور کوٹھڑیوں کے اندر کواڑ بند کر کے سوتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں بے اطلاع آنے والے مہمان کو گھڑیوں پکارتے اور چلاتے اور کواڑ کھٹکھٹانے اور کنڈی ہلاتے گذر جاتی ہے۔ تب کہیں جا کر ان تمام مشکلات کے بعد دروازہ کھلتا ہے۔ اب سوچو کہ ایسی صورت میں کہ صاحب خانہ کو بڑی بے لطفی اور تکلیف کے ساتھ جگایا گیا۔ تو اس غریب پر اس وقت کیا گذرتی ہوگی۔ پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ مکان مختصر ہے یا پہلے سے کوئی اور مہمان اس گھر میں فروکش ہیں۔ اور مکان میں زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ تو کتنی دقت میزبان کو ہوتی ہے۔ اس لئے ان تمام باتوں کے لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ آنے سے قبل اپنے میزبان کو حتی الامکان اطلاع دی جائے۔

اس بے خبر آنے سے کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اصل غرض فوت ہو جاتی ہے۔ کہ جس سے ملنا مقصود ہوتا ہے وہ مکان پر نہیں ملتا۔ اور مہمان کو مکان پر پہنچتے ہی جب یہ سننا پڑتا ہے۔ کہ جس صاحب سے انہوں نے ملنا تھا وہ آج ہی یا ابھی اُن کے تشریف لانے سے تھوڑی دیر پہلے وہ فلاں جگہ چلے گئے ہیں۔ اور دو چار دس دن میں واپس آئیں گے۔ تب مہمان کو کیسی مایوسی اور حسرت کے ساتھ لوٹنا پڑتا ہے۔ اور بے اطلاع آنے کی اس معقول سزا کو بھگتنا پڑتا ہے۔ پس اطلاع دیکر آنے سے بہت راحت ہوتی ہے۔ اور بغیر اطلاع آنے سے جانبین کو تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔

اس طرح بے اطلاع آنے کے علاوہ ایک یہ بھی خرابی قابل ذکر ہے۔ کہ مہمان نوازی میں بعض اوقات ایسے تکلفات میزبان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے مہمان کو کھانا اکثر دیر سے ملتا ہے۔ اور مہمان تنگ آجاتا ہے۔ اور میزبان کو بھی زیادہ عرصہ تک اپنے عزیز مہمان کا قیام ناگوار معلوم ہونے لگتا ہے۔ اور اس کے آنے کی ساری خوشی ان تکلفات کی بدولت ملیامیٹ ہو جاتی ہے۔ اس سے میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ اپنے عزیز مہمانوں کی مہمانی میں لاپروائی کی جائے۔ اور ان کی خوشی خاطر کی مطلق توجہ نہ ہو۔ بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ ایسے طریق سے مہمانی کی جائے۔ جو اپنی طاقت کے مطابق ہو۔ اور حد اعتدال سے گذر نہ جائے۔ آئندہ نہ نبھ سکے۔ اور مہمان کے قیام سے پھر میزبان کو ملال نہ پیدا ہو۔ اور مہمان کو بھی یہ محسوس کر کے کہ جو کل تھا وہ آج نہیں۔ دکھ محسوس ہو۔

ان تکلفات کے علاوہ ایک اور مصیبت مہمان کو اس وقت پیش آتی ہے۔ جب کہ وہ واپس رخصت ہونے لگتا ہے۔ تو فوراً صاحب خانہ کی طرف سے یہ مقولہ مشہور پیش کر دیا جاتا ہے۔ کہ ؎

"آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت"

یہ سنکر بھی مہمان ڈرتے ڈرتے نیچی نگاہیں کر کے اپنے میزبان سے اجازت چاہتا ہے۔ مگر میزبان اس رسمی فرض کو ایسی طرح سے ادا کرتا ہے۔ کہ باصرار جانیکی اجازت نہیں دیتا۔ مہمان ہر چند منت کرتا ہے۔ اپنی سخت ضرورتیں بیان کرتا ہے۔ مگر صاحب خانہ ایک نہیں سنتا۔ بلکہ اس وقت اگر کوئی دوست احباب وہاں موجود ہوتے ہیں۔ تو وہ بھی اپنا یہی فرض سمجھتے ہیں۔ کہ صاحب خانہ کی تائید کریں۔ اور مہمان بیچارے کو کچھ دن اور ٹھیرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ اور کوئی بھی اس وقت غریب مہمان کی بیکسی پر رحم نہیں کرتا۔ اور کہے جاتے ہیں۔ کہ بھائی جان ابھی کہاں جائیں گے۔ کبھی کبھی تو آپ تشریف لائے ہیں۔ اور آتے ہی جانے کی سنائی۔ دنیا کے کام تو چلے ہی جاتے ہیں۔ یہاں آپ کا کب کب آنا ہوتا ہے۔ غرض مہمان کو اس قدر تنگ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بے چارا دل ہی دل میں کڑھتا ہے۔ کہ کس عذاب میں پھنس گیا۔ کس طرح ان سے چھٹکارا ہو۔ آخر "قہر درویش بر جان درویش" کہکر ٹھیرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اب غور کرلو۔ کہ ایسا قیام فریقین میں کبھی ازدیاد محبت اور خوشی و راحت کا موجب ہو سکتا ہے؟ انشاء اللہ۔ کسی دوسرے موقعہ پر میں لوگوں میں جو طریقہ تناول طعام رائج ہے۔ اس پر کچھ عرض کروں گا۔ امید ہے کہ ناظرین فاروق ان بالا گذارشات کو طرز مہمانی اور میزبانی کے حق میں ضرور ناخوشگوار سمجھیں گے۔ اور غور کرینگے۔ کہ آیا اس میں اصلاح اور ترمیم کی گنجائش ہے یا نہیں؟

وعدہ پورا کرو

(۱) مکرمی ملک نادر خانصاحب دیپال پور (۲) مخدومی چوہدری محمد لطیف صاحب بی۔ اے۔ منٹگمری (۳) محبی لفٹنٹ چوہدری عبداللہ خانصاحب بی۔ اے قصور۔ (۴) مولوی غلام نبی صاحب سعداللہ پور نے جو وعدے فرمائے تھے

... ان کو جلد ایفاء کر کے ثواب حاصل کریں۔ (ایڈیٹر)

اخبار فاروق قادیان دارالامان مورخہ ۴ر فروری ۱۹۳۴ء نمبر ۳۶ جلد ۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک نہایت ضروری اعلان

جیسا کہ ۴ر مارچ ۱۹۳۴ء کے یوم التبلیغ کے لئے میں نے پہلے بھی اعلان کیا ہے۔ کہ اس دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر ہوشیارپور کو بکثرت غیر مسلموں کے ہاتھوں تک پہنچایا جاوے۔ اور پھر دوستوں کو فاروق کے ذریعہ خاص طور پر اس امر کے متعلق توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان جامع ومانع لیکچر میں اسلام کے محاسن اور فضائل کو نہایت شرح وبسط سے مکمل طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔ اور ضمنی رنگ میں مخالفین کے تمام اعتراضات کا بھی نہایت خوبی سے قلع قمع فرما دیا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں اسلام کا تعارف اور تبلیغ کرنے کے لئے اس وقت اس سے بہتر اور کوئی رسالہ نہیں ہوسکتا۔ حسن اتفاق سے اس وقت اس عظیم الشان مضمون کے کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں مولوی فخرالدین صاحب مالک کتاب گھر قادیان کے زیر اہتمام علاوہ اردو میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہونے کے گورمکھی اور ہندی میں بھی ترجمہ شائع ہوا ہے۔ جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پُرزور الفاظ میں تحریک فرمائی تھی۔ مزید برآں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی مضمون کے متعلق تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ "مجھے جتلایا گیا۔ کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائیگا۔ اور قرآنی سچائی دن بدن پھیلتی چلی جائیگی۔ جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے"۔

پس ان مقدس الفاظ کی موجودگی میں مزید کسی تحریک وترغیب کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ آپ اس کی بکثرت اشاعت کے متعلق اپنے فرض شناسی سے کام لیکر اس یوم التبلیغ کے موقعہ پر اس مضمون کو بکثرت تقسیم کر کے حق تبلیغ ادا کریں۔ اور اجر دارین حاصل کریں۔ میری تحریک پر مولوی فخرالدین صاحب مالک کتاب گھر نے اپنی مقررہ شرح سے بھی قیمتیں کم کر دی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ اردو۔ بجائے دس روپے کے آٹھ روپے فی سینکڑہ۔ ہندی۔ گورمکھی اور انگریزی ہر یک بجائے پچیس روپے کے بیس روپے فی سینکڑہ۔ ہندوؤں اور سکھوں میں ہندی اور گورمکھی ترجمے تقسیم کرنا زیادہ مفید ہے۔

اس کے علاوہ ایک نہایت ضروری لیکچر ہے۔ جس سے عام تبلیغی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور جو میری ہدایت کے ماتحت مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تیار کیا تھا۔ اور الفضل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ جس میں سلسلہ احمدیہ کی عظیم الشان ترقیوں کی پیشگوئیاں اور سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی سوانح کو نہایت عمدگی سے مرتب کیا گیا ہے۔ غیر احمدیوں سے سلسلہ احمدیہ کو تعارف کرانے کے لئے یہ مضمون نہایت موزون اور بہتر ہے۔ اس لئے بعض احباب کی تحریک پر اس کو کتاب گھر کے زیر اہتمام بصورت ٹریکٹ شائع کیا گیا ہے۔ ۳۲ صفحہ کا رسالہ ہے۔ اس کی قیمت بھی نہایت قلیل یعنی ۱۲ فی سینکڑہ رکھی گئی ہے۔ میری خواہش ہے۔ کہ اس وقت جبکہ عام طور پر سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیق وتجسس کا چرچا ہو رہا ہے۔ اس ٹریکٹ کی خوب اشاعت کی جاوے۔ یہ دونو رسالے براہ راست مولوی فخرالدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر قادیان سے منگالئے جاویں۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل رسائل اور ٹریکٹ بھی کتاب گھر سے ارزاں قیمت پر خرید کر غیر مسلموں میں تقسیم فرماویں:۔ ہر گزیدۂ رسول۔ جس میں غیر مسلموں کے حوالے جمع کئے گئے ہیں۔ جن میں اسلام اور آنحضرت صلعم کی تعریف کی گئی ہے۔ فی ۲ر فی سینکڑہ عہ۔ دنیا کا عظیم الشان محسن۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا مضمون ۴۸ صفحہ فی ۱۰۰ اعہ۔ محمد عربی حضرت خلیفہ اوّل کا نادر مضمون فی سینکڑہ عہ۔ اولوالعزم نبی فی سینکڑہ ۱۰ر۔ زندہ نبی۔ فی سینکڑہ ۱۰ر۔ انسان کامل۔ مولفہ میر محمد اسحاق صاحب نہایت نادر اور مقبول قیمت ۲ر فی سینکڑہ عہ۔ احباب پارسل منگواتے وقت اپنے قریبی ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھیں۔ تاکہ محصول ڈاک کی زیادتی سے بچیں۔

(زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر دعوت وتبلیغ قادیان ۵۳۲)

(رضاء دارالاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر وپبلشر نے چھپوا کر فاروق سے شائع کیا)